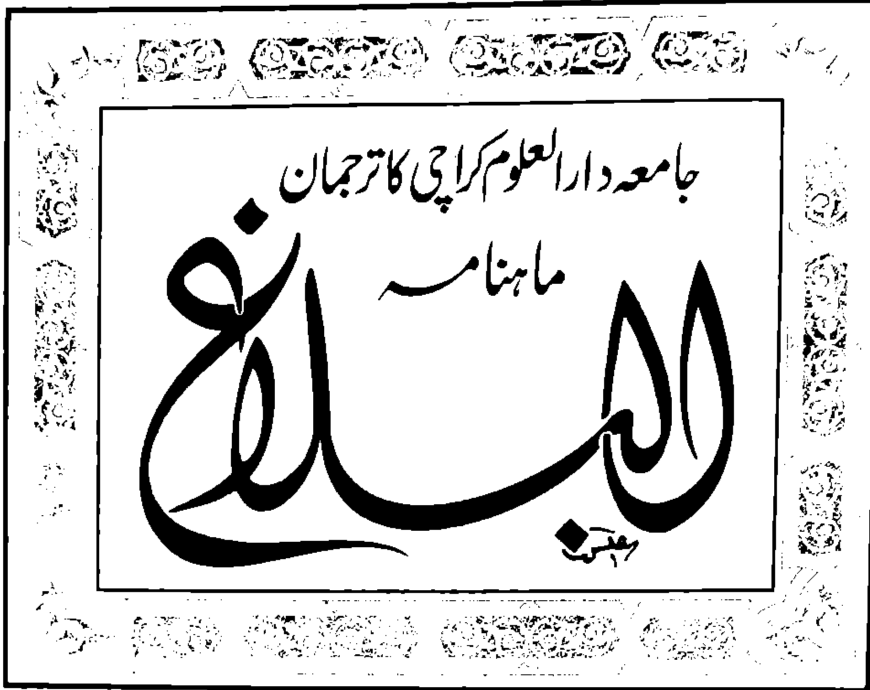
هٰذا بَلاغٌ لِلناسِ



شمارہ ۵



جلد ۵۶

جمادی الاولیٰ ۱۴۴۲ھ / جنوری ۲۰۲۱ء

نگران

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم

مدیر اعلیٰ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

مدیر مسؤل

مولانا عزیز الرحمٰن صاحب

مجلس ادارات

مولانا محمود اشرف عثمانی   مولانا راحت علی ہاشمی

زیر انتظام   فرحان صدیقی

ترتیب

ذکروفکر

آسان ترجمۂ قرآن

مقالات ومضامین

آپ کا سوال

جامعہ دارالعلوم کراچی کے شب و روز

نقد وتبصرہ

فی شمارہ..........۴۵/ روپے

سالانہ زرِتعاون..........۵۰۰/ روپے

بذریعہ رجسٹری..........۶۵۰/ روپے

سالانہ زرتعاون

بیرون ممالک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، افریقہ

اور یورپی ممالک..........۵۰ ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، انڈیا

بنگلہ دیش اور ایران..........۴۰ ڈالر

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ "البلاغ" جامعہ دارالعلوم کراچی

کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی ۷۵۱۸۰

واٹس ایپ نمبر: 03182735670

فون نمبر: 021-35123222

021-35123434

بینک اکاؤنٹ نمبر

9928-0100569829

میزان بینک لمیٹڈ

کورنگی دارالعلوم برانچ کراچی



Email Address:

monthlyalbalagh@gmail.com

www.darululoomkarachi.edu.pk



پبلشر: محمد تقی عثمانی

پرنٹر: القادر پرنٹنگ پریس کراچی



خطاب ــــــ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم
ضبط وتحریر: مولوی شفیق الرحمن صاحب۔ فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی



تعزیتی خطاب

حمد وستائش اس ذات کے لئے ہے جس نے اس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا
اور
درود وسلام اس کے آخری پیغمبر پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عادل خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے المناک واقعے سے متعلق ۲۲ر ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ اتوار کے روز جامعہ فاروقیہ فیز ٹو کراچی میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا گیا، جس میں بہت سے علماء کرام نے شرکت فرمائی، اس موقع پر نائب رئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے بہت ہی تسلی آمیز خطاب فرمایا جو اہم ہدایات پر بھی مشتمل ہے۔ یہ خطاب ہدیۂ ناظرین ہے۔ (ادارہ)

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا ومولانا محمد خاتم النبيين وإمام المرسلين وقائد الغر المحجلين وعلى اله واصحابه اجمعين على كل من تبعهم بإحسان الى يوم الدين، اما بعد:

میرے انتہائی محترم حضرت مولانا عبیداللہ خالد صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم، حضرات علماء کرام اور میرے عزیز طالبعلم ساتھیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج جس شخصیت کی یاد میں ہم لوگ جمع ہیں، جیسا کہ مولانا حنیف جالندھری صاحب نے فرمایا کہ ہم

میں سے ہر ایک اس پر تعزیت کا مستحق ہے، گھر والوں کے علاوہ امت کا ہر فرد مستحقِ تعزیت ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ میں بھی ان کے اہل خانہ کے برابر نہ سہی لیکن کم از کم ان کے قریب مستحقِ تعزیت ہوں تو بے جا نہ ہوگا، اسی واسطے میرے پاس دنیا بھر سے تعزیتی پیغامات موصول ہوئے، امریکہ، برطانیہ، جنوبی افریقہ سے بنگلہ دیش سے اور پاکستان کے مختلف شہروں سے تعزیتی پیغامات موصول ہوئے۔ اُنہوں نے مجھے بھی مستحقِ تعزیت سمجھا اور یہ صدمہ میں کبھی بھول نہیں سکتا کہ ان (حضرت مولانا ڈاکٹر عادل خان صاحب شہید رحمہ اللہ) کے آخری لحات میرے ساتھ گزرے، شہادت سے صرف بیس منٹ پہلے میں نے ان کو اپنے گھر سے رخصت کیا، بالکل خوش وخرم، صحت مند، تندرست، چاق وچوبند اور جیسا کہ مولانا حنیف جالندھری صاحب نے فرمایا کہ وہ مدارس ہی کے تحفظ اور اس کی حریتِ فکر وعمل کے داعی تھے اور اسی سلسلے میں یہ ملاقات بھی تھی اور میرے گھر سے جدا ہونے کے صرف بیس منٹ بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو شہادت جیسا عظیم مرتبہ عطا فرمایا۔ یہ صدمہ میں کبھی بھول نہیں سکتا، ایسا لگتا ہے کہ وہ میرے ہاتھوں سے نکل کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

اُن کا دنیا سے چلا جانا ہمارا اور پوری امت کا ایک بہت بڑا نقصان ہے اور ایسا نقصان ہے کہ جس کی تلافی آسان نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ ضرور تلافی کریں گے۔

کائنات میں سب سے بڑا صدمہ

میں سوچتا ہوں کہ اس کائنات میں کسی کا صدمہ اتنا بڑا نہیں جتنا صدمہ حضراتِ صحابہ کرام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ذریعہ پہنچا، یہ وہ صحابہ تھے کہ اس دنیا میں ہماری خواہشات، ہماری تمنائیں اور ہماری قربانیاں اگر کسی شخص کی موت کا وقت مؤخر کرنے کے لیے کافی ہوتیں تو یہ صحابہ کرام وہ لوگ تھے کہ جو یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ایک ایک سانس کے بدلے اپنی ہزاروں زندگیاں قربان کرسکتے تھے۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیصلہ اٹل تھا، صدمہ بھی ہوا اور ایسا صدمہ کہ روئے زمین پر کسی اور کو ایسا صدمہ نہیں ہوا ہوگا، لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت کے آگے انہوں نے سرِ تسلیم خم کیا اور صدیق اکبر نے یہ جملہ فرمایا:

من کان منکم یعبد محمدا فإن محمدا قد مات ومن کان منکم یعبد اللہ فإن اللہ حی لا یموت

صدیق اکبر کا صبر وتحمل

حیرانی ہوتی ہے کہ وہ صدیقِ اکبر جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سن کر" کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندہ کو اختیار دیا تھا اس نے اللہ تعالیٰ کو اختیار کرلیا "اس وقت موجود صحابہ کرامؓ میں سے ایک صدیق اکبر تھے جو یہ سن کر رو رہے تھے اور لوگ حیران تھے کہ یہ کیوں رو رہے ہیں؟ لیکن حضرت صدیقِ اکبر اس لئے رو رہے تھے کہ ان کو اس بات کا احساس ہوگیا تھا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دیدار کے زمانے ہیں اور کچھ عرصے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جائیں گے۔

بعض روایات میں ہے کہ جب سورۃ النصر نازل ہوئی تو اس وقت بھی صدیق اکبر رو رہے تھے جبکہ دوسرے لوگ حیران ہو رہے تھے کہ اس سورت میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کا اور فتح کا بیان ہے پھر صدیق اکبر کیوں رو رہے ہیں لیکن وہ اس لئے رو رہے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کی مدد آ گئی اور فتح آ گئی تو رسولِ کریم سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مقصد پورا ہوگیا، اب آپ جلد از جلد ہم سے جدا ہونے والے ہیں، یہ کسی اور کو احساس نہیں ہوا صرف ابوبکر صدیق کو ہوا۔ لیکن جب وفات ہوئی تو اس موقع پر ایک جملہ ارشاد فرمایا جب فاروقِ اعظم کے بھی اوسان خطا ہو چکے تھے، صدیقِ اکبر نے کھڑے ہو کر جو جملہ کہا:

"من كان منكم يعبد محمدا فإن محمدا قد مات ومن كان منكم يعبد الله فإن الله حي لا يموت"

اس وقت "رسول اللہ" بھی نہیں کہا، رسول کریم سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور کوئی تعظیم کے الفاظ بھی استعمال نہیں کئے بلکہ یہ فرمایا کہ "**من كان منكم يعبد محمدا**۔۔ الخ یہ وہ شخص کہہ رہا ہے، جس کو سب سے زیادہ صدمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ہوا تھا، وہ یہ الفاظ کہہ رہا ہے کہ:

> "جو محمد کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمد کا انتقال ہوگیا اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ ہمیشہ کے لئے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اس کو کبھی موت نہیں آئے گی"

اور پھر یہ آیت پڑھی: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ (آل عمران آیت: ۱۴۴)

محمد تو ایک اللہ کے پیغمبر ہیں اگر ان کو موت آجائے یا وہ قتل ہوجائیں تو کیا تم الٹے اپنی ایڑیوں پر پلٹ جاؤ گے؟

حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ یہ آیت سن کر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے یہ آیت اب نازل ہوئی ہے۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کوئی صدمہ دیتے ہیں تو جتنا جس سے زیادہ قریبی تعلق ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ صدمہ کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو صبرِ جمیل عطا فرماتے ہیں، اس کے قلب پر صبر کا الہام فرماتے ہیں، اس کا میں نے اپنی زندگی میں بہت تجربہ کیا ہے، اسی طرح حضرت مولانا عادل خان شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے واقعہ میں بھی۔

اُن کے چھوٹے صاحبزادے مولانا عمیر صاحب جوان کے ساتھ میرے پاس آئے اور بڑے صاحبزادہ مفتی انس صاحب میرے پاس آتے رہتے تھے ان کے ہر کام میں شریک تھے، اس آخری ملاقات میں یہ (چھوٹے صاحبزادے مولانا عمیر صاحب) حضرت مولانا رحمہ اللہ کے ساتھ موجود تھے اور میں نے ان کو رخصت کیا، یہ سارا واقعہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا جس کا کوئی تصور نہیں تھا، جس کی کوئی توقع نہیں تھی، اِن سے زیادہ کس کو صدمہ ہوگا؟ مفتی انس، مولانا عمیر اور حضرت مولانا عبید اللہ خالد صاحب ان (مولانا عادل خان شہید رحمہ اللہ) کے برادرِ گرامی، ان سے زیادہ صدمہ کس کو ہوگا؟ لیکن جتنا ان کو صدمہ کے اندر میں نے پُرسکون پایا اور جتنا میں نے ان کو صبر و ثبات کا پیکر دیکھا وہ بذاتِ خود اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ جس کو جتنا تعلق زیادہ ہوتا ہے چاہے وہ شخص پہلے اس کی موت کا تصور کرتے ہوئے بھی گھبراتا ہو لیکن واقعہ پیش آنے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو صبر و ثبات سے نوازتے ہیں اور ایسے ہی یہاں بھی ہوا۔ الحمد لله.

اللہ تعالیٰ کی مشیت ہماری خواہشات کی پابند نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی مشیت اس کائنات کی حکمتوں کی بنیاد پر فیصلے کرتی ہے، ہم بیشک بہت غمگین ہیں، ہمیں بڑا صدمہ ہے لیکن ساتھ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کی مشیت پر اور اس کی تقدیر پر ہم سب راضی ہیں یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس میں بڑی حکمت تھی اور ان

شاء اللہ اس حکمت کا مظاہرہ بھی ہوگا۔

آفتاب جب چھپتا ہے تو ستارے ظاہر ہو جاتے ہیں

حضرات علماء کرام کی خدمت میں، میں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ رسول کریم سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے لیکر آج تک کتنی بڑی بڑی شخصیات دنیا سے رخصت ہوئیں، ایسا معلوم ہوا کہ اندھیرا چھا گیا لیکن اللہ جل جلالہ کی سنت یہ رہی ہے کہ آفتاب چھپتا ہے تو ستارے ظاہر ہو جاتے ہیں، چاند نکل آتا ہے اور پھر ایک تاریک رات چاند اور ستاروں سے منور ہونے کے بعد ایک صبح کو جنم دیتی ہے، اور ایک صبح پھر دوبارہ آتی ہے، ہماری تاریخ اسلام اسی سے عبارت ہے۔ ایسی ایسی شخصیتیں اُٹھیں کہ جن کے بارے میں خیال ہوا کہ ایک تاریک رات ہم پر چھا گئی ہے لیکن اللہ تبارک تعالیٰ نے کچھ ستارے پیدا کئے، چاند پیدا کیا اور پھر دوبارہ صبح طلوع ہوگئی۔

شہداء کی برزخی زندگی سے متعلق ایک تفسیری نکتہ

قرآن کریم میں جہاں شہید کا ذکر ہے :

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ

(البقرۃ: ۱۵۴)

"جو اللہ کے راستے میں شہید ہوتے ہیں ان کو مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں"

یہاں تو یہ الفاظ ہیں "بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ" اور دوسری جگہ قرآن کریم میں اسی بات کو بیان فرمایا گیا ہے، لیکن وہاں یہ الفاظ ہیں: بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (آل عمران: ۱۶۹)

"کہ شہداء اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جا رہا ہے"

سورۂ آل عمران میں تو عِنْدَ رَبِّهِمْ کی قید لگائی گئی ہے جبکہ سورۃ البقرۃ میں یہ قید نہیں ہے بلکہ یہ فرمایا کہ یہ زندہ ہیں جس کے معنیٰ ہیں کہ علی الاطلاق زندہ ہیں، آخرت میں بھی زندہ ہیں، اپنے پروردگار کے پاس بھی زندہ ہیں اور اس دنیا میں بھی زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں ہے۔ تو ذہن میں یہ بات آتی ہے،

اللہ تعالیٰ مجھے قرآن کریم کی تفسیر میں غلطی سے محفوظ رکھے کہ شہداء کی دو حالتیں بیان کی گئی ہیں ایک حالت تو وہ جو آخرت میں ہوگی:

بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ، فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ (آل عمران: ۱۶۹)

یہ آخرت کا بیان ہے کہ شہداء کو آخرت میں کیا مرتبہ نصیب ہوگا کہ وہ اپنے پروردگار کے ساتھ ہوں گے باری تعالیٰ کا سب سے زیادہ قرب ان کو حاصل ہوگا "عند" کا لفظ عربی زبان میں قرب کے لیے آتا ہے تو وہ اپنے پروردگار کے انتہائی قریب ہوں گے، آخرت میں تو یہ مقام ہے۔

جبکہ سورۃ البقرۃ میں "احیاء" کے ساتھ "عند ربھم" کی قید نہیں ہے، وہ زندہ ہیں یعنی آخرت میں بھی زندہ ہیں اور دنیا میں بھی زندہ ہیں اب دنیا میں زندہ ہونے کے ایک معنیٰ تو وہ ہیں جو ہمارے حضرات علماء کا عقیدہ ہے کہ شہداء کی حیاتِ برزخی اتنی اعلیٰ ہے، اتنی اونچی ہے اور وہ ایسی ہے جیسا کہ حیاتِ دنیویہ ہوتی ہے، اگرچہ تمام اعتبارات سے تو نہیں لیکن حیاتِ برزخیہ کے مدارج ہیں ان مدارج میں ان کو بہت اونچا مرتبہ حاصل ہے۔ لیکن اس آیت کے ایک دوسرے معنیٰ بھی ہوسکتے ہیں اور وہ یہ کہ شہداء کی شہادت کو اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا میں بھی رائیگاں نہیں جانے دیتا وہ شہید ہونے کے بعد بھی دنیا میں اپنے مآثر سے زندہ رہتے ہیں، اپنی خدمات سے زندہ رہتے ہیں، اپنے کارناموں سے زندہ رہتے ہیں، اپنے وارثوں سے زندہ رہتے ہیں، ان کے مشن کا علَم اٹھانے والوں سے زندہ رہتے ہیں، لہٰذا یہ بشارت ہے ان لوگوں کے لیے جو کسی شہید کے پسماندگان ہوتے ہیں اور ہم سب پسماندگان ہیں۔ ان کے لئے ایک بشارت ہے کہ پروردگار کے پاس تو ان شاء اللہ وہ ہیں ہی زندہ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ ان کو دے رہے ہیں اس پر بڑے خوش ہیں، مگن ہیں، لیکن اے مسلمانو! اس دنیا کے اندر بھی وہ شہید اپنے کارناموں کی وجہ سے زندہ ہیں اگر تم نے ان کے مشن کو جاری رکھا تو وہ اپنے مشن کے جاری رہنے سے بھی زندہ ہیں۔

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی خدمات

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت مولانا ڈاکٹر عادل خان صاحب رحمہ اللہ سے ان کی زندگی میں جو

خدمات لیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن خدمات کی ان کو توفیق عطا فرمائی ان کا کچھ بیان آپ پہلے سن چکے ہیں، میں ان کو دُھرانا نہیں چاہتا، ہر طالبعلم کو معلوم ہونا چاہیے کہ امریکہ میں انہوں نے کیا خدمات انجام دیں، ملائیشیا میں انہوں نے کیا خدمات انجام دیں اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اور ایسی مثال آپ کو شاذ و نادر ہی ملے گی، شاید نہ ملے کہ ایک آدمی ایک انٹرنیشنل یونیورسٹی میں ایک اعلیٰ ترین پروفیسر کے طور پر کام کر رہا ہو جہاں اس کو دنیا کی عیش وآرام کی تمام سہولتیں میسر ہوں وہ ان کو ٹھوکر مار کر ایک دینی مدرسے کی خدمت کے لئے ملائیشیا چھوڑ کر پاکستان آ گیا ہو، ایسی مثالیں آپ کو شاید نہ ملیں اور اگر ملیں بھی تو بہت کم۔

اور پھر یہاں جامعہ فاروقیہ کی ایک ایک اینٹ ان کی خدمات کی گواہی دے رہی ہے یہ خدمات تو تھیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن سے جو کام لیا جس کا بیان آپ سن چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جو صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں ان صلاحیتوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ سارے کام لئے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی زندگی اور ہمارے لئے نصیحت

ہمارے لئے جو نصیحت ہے وہ یہ کہ اپنی پوری کوشش اور پوری توانائی اپنی طالبعلمی کے زمانے میں اُن کمالات کو اور اُن اوصاف کو حاصل کرنے میں صَرف کریں جنہوں نے مولانا عادل خان صاحب شہید رحمہ اللہ کو مولانا ڈاکٹر عادل خان بنایا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے عُلومِ دینیہ سے اتنا آراستہ فرمایا کہ شیخ الحدیث کے منصب تک پہنچے اور ایسے افراد دنیا میں گنے چُنے ہوں گے جو اُردو، عربی، انگریزی تینوں زبانوں میں انتہائی روانی کے ساتھ دین کا پیغام پہنچا دیتے ہوں، الحمد للہ حضرت مولانا ڈاکٹر عادل خان رحمہ اللہ بھی انہی لوگوں میں سے تھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ علم تو بہت سے لوگوں کو دیتا ہے لیکن اس علم کا صحیح استعمال اور اس کے ذریعہ دین کی خدمت بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے اور یہ ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو علم کو اخلاص کے ساتھ اللہ کے لیے حاصل کرتے ہیں اور دین کی خدمت کو اپنا مقصدِ اصلی بناتے ہیں، ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ ایسی صلاحیتوں سے نوازتے ہیں، تو ہم طالبعلموں کے لئے یہ پیغام ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں بھی اسی طرح محنت اور کوشش کی توفیق عطا فرمائے جس طرح مولانا رحمہ اللہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان

صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ اس کے لیے محنت، اپنے اساتذہ کے ساتھ تعلق اور اساتذہ سے استفادہ کا جذبہ اور اساتذہ کا اکرام اور مطالعہ کی تحقیق کا ذوق اور اس کی جستجو ضروری ہے اور یہ سب. چیزیں اُن میں پوری طرح موجود تھیں۔

میں تو حیران ہوا کہ اتنی ساری مصروفیات کے دوران انہوں نے اپنی کتاب اسلامی جمہوریہ پاکستان کا مسوّدہ مجھے بھیجا تو شروع میں خیال تھا کہ سَرسَری طور پر پڑھ کر کچھ لکھ دوں گا لیکن اس کتاب نے مجھے گرفتار کرلیا اور میں نے تقریباً پوری کتاب پڑھی پھر اس پر کچھ تحریر لکھی اور کچھ مشورے بھی دیے، اتنی جامعیت کے ساتھ نہ صرف پاکستان کی بلکہ برصغیر کے مسلمانوں کی جد جہد کی تاریخ انہوں نے لکھی اتنی ہمہ گیر اور جامع تحریر میں نے کوئی اور نہیں دیکھی۔

بہر حال! آج ہم سوگوار بھی ہیں لیکن ساتھ ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ سے امید وار بھی ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو جو درجاتِ عالیہ عطا فرمائے ،جن صلاحیتوں اور کمالات سے نوازا اور جن خدمات کی توفیق عطا فرمائی اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں بھی اس کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے مشن کو جس کا خلاصہ مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب نے بیان کیا اور اگر خلاصہ کا بھی خلاصہ کیا جائے تو وہ ہے " خدمہ۔ دین "، دین کی خدمت کے بہت سے راستے ہوتے ہیں اور مختلف تقاضے ہوتے ہیں اور وقت کے اعتبار سے زمان ومکان کے اعتبار سے وہ بدلتے رہتے ہیں تو خدمتِ دین اخلاص کے ساتھ اللہ کے لیے کی جائے، کسی شہرت اور کسی مقبولیت کے لیے نہیں اور اپنا نام کرنے کے لئے نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اس مشن کو اپنائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اس کو آگے سے آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین



حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

توضیح القرآن

آسان ترجمۂ قرآن

{..ایاتها ۱۶۵........	سورة الاعراف	.....رکوعاتها ۲۴.....}

وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ

اور ثمود کی طرف ہم نے اُن کے بھائی صالح کو بھیجا[1]۔ انہوں نے کہا: " اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے ۔ تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے ایک روشن دلیل آچکی ہے۔ یہ اللہ کی اُونٹنی ہے جو تمہارے لئے ایک نشانی بن کر آئی ہے۔ اس لئے اس کو آزاد چھوڑ دو کہ وہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے، اور اسے کسی بُرائی کے ارادے سے چھونا بھی نہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں ایک دُکھ دینے والا عذاب آپکڑے (۷۳) اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ نے تمہیں قوم عاد کے بعد جانشین بنایا،

(۱) ثمود بھی قوم عاد ہی کی نسل سے پیدا ہوئی تھی، اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے مؤمن ساتھی جو عذاب سے بچ گئے تھے، یہ ان کی اولاد تھی، اور ثمود اُن کے دادا کا نام تھا۔ اسی لئے ان کو عادِ ثانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ قوم عرب اور شام کے درمیان اُس علاقے میں آباد تھی جس کو اُس وقت "حجر" کہا جاتا تھا، اور آج کل اُسے "مدائن صالح" کہتے ہیں، اور آج بھی ان کے گھروں اور محلات کے کھنڈر موجود ہیں، اور پہاڑوں سے تراشی ہوئی عمارتوں کے آثار جن کا ذکر آیت ۷۴ میں ہے، آج بھی وہاں دیکھے جاسکتے ہیں۔ عرب کے مشرکین جب تجارتی سفر پر شام جاتے تو یہ کھنڈر ایک نشانِ عبرت کے طور پر ان =

عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝

اور تمہیں زمین پر اس طرح بسایا کہ تم اُس کے ہموار علاقوں میں محل بناتے ہو، اور پہاڑوں کو تراش کر گھروں کی شکل دے دیتے ہو۔ لہٰذا اللہ کی نعمتوں پر دھیان دو، اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو"۔ (۷۴)

= کے راستے میں پڑتے تھے، اور قرآنِ کریم نے کئی مقامات پر انہیں اس کی طرف توجہ دِلائی ہے۔ اس قوم میں بھی رفتہ رفتہ بت پرستی کی بیماری پیدا ہوگئی تھی، اور اس کے نتیجے میں بہت سی عملی خرابیاں پھیل گئی تھیں۔ حضرت صالح علیہ السلام اسی قوم کے ایک فرد تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کو راہِ راست دِکھانے کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا۔ لیکن یہاں بھی وہی صورت پیش آئی کہ قوم کی اکثریت نے ان کی بات نہیں مانی۔ حضرت صالح علیہ السلام نے جوانی سے بڑھاپے تک مسلسل اُن کو تبلیغ جاری رکھی۔ آخر کار ان لوگوں نے یہ مطالبہ کیا کہ اگر آپ ہمارے سامنے کے پہاڑ سے کوئی اُونٹنی نکال کر دِکھادیں گے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے دُعا فرمائی، اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑ سے اونٹنی بھی نکال کر دکھادی۔ اس پر کچھ لوگ تو ایمان لے آئے، مگر بڑے بڑے سردار اپنے عہد سے پھر گئے، اور نہ صرف یہ کہ اپنی ضد پر اَڑے رہے، بلکہ جو دوسرے لوگ ایمان لانے کا ارادہ کررہے تھے انہیں بھی روک دیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کو اندیشہ ہوا کہ ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ان پر اللہ کا عذاب آجائے گا، اس لئے انہوں نے فرمایا کہ کم از کم اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اس اُونٹنی کو تم آزاد چھوڑے رکھو، اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اور اُونٹنی کو چونکہ پورے کنویں کا پانی درکار ہوتا تھا اس لئے اس کی باری مقرر کردی کہ ایک دن اونٹنی کنویں کا پانی پیئے گی اور دوسرے دن آبادی کے لوگ پانی لیں گے۔ لیکن ہوا یہ کہ قوم کے کچھ لوگوں نے اونٹنی کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا، اور آخر کار ایک شخص نے جس کا نام قدار تھا، اس کو قتل کر ڈالا اس موقع پر حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں متنبہ کیا کہ اب ان کی زندگی کے صرف تین دن باقی رہ گئے ہیں، جس کے بعد وہ عذاب سے ہلاک کردیئے جائیں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے یہ بھی بتادیا تھا کہ ان تین دنوں میں سے ہر دن اُن کے چہروں کا رنگ بدل جائے گا۔ یعنی پہلے دن رنگ پیلا، دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن کالا ہوجائے گا۔ اس کے باوجود اس ضدی قوم نے توبہ اور اِستغفار کرنے کے بجائے =

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِيْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾

اُن کی قوم کے سرداروں نے جو بڑائی کے گھمنڈ میں تھے، اُن کمزوروں سے پوچھا جو ایمان لے آئے تھے کہ: "کیا تمہیں اِس بات کا یقین ہے کہ صالح اپنے ربّ کی طرف سے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں؟" انہوں نے کہا کہ: "بیشک ہم تو اُس پیغام پر ایمان رکھتے ہیں جو اُن کے ذریعے بھیجا گیا ہے" (۷۵) وہ مغرور لوگ کہنے لگے: "جس پیغام پر تم ایمان لائے ہو، اُس کے تو ہم سب منکر ہیں" (۷۶) چنانچہ انہوں نے اُونٹنی کو مار ڈالا، اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی، اور کہا: "صالح! اگر تم واقعی ایک پیغمبر ہو تو لے آؤ وہ (عذاب) جس کی ہمیں دھمکی دیتے ہو!" (۷۷) نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں زلزلے نے آ پکڑا، اور وہ اپنے گھر میں اوندھے پڑے رہ گئے (۷۸) اس موقع پر صالح اُن سے منہ موڑ کر چل دیئے، اور کہنے لگے: "اے میری قوم! میں نے تمہیں اپنے ربّ کا پیغام پہنچایا، اور تمہاری خیر خواہی کی، مگر (افسوس کہ) تم خیر خواہوں کو پسند ہی نہیں کرتے تھے" (۷۹)

=خود حضرت صالح علیہ السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، جس کا ذکر قرآنِ کریم نے سورۂ نمل (۲۷:۴۸،۴۹) میں فرمایا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں راستے ہی میں ہلاک کر دیا، اور ان کا منصوبہ دھرا رہ گیا۔ آخرکار تین دن اسی طرح گذرے جیسے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا تھا، اسی حالت میں شدید زلزلہ آیا، اور آسمان سے ایک ہیبت ناک چیخ کی آواز نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا۔ حضرت صالح علیہ السلام اور اُن کی قوم کا تفصیلی ذکر سورۂ ہود (۶۱:۱۱)، سورۂ شعراء (۱۴۱:۲۶) اور سورۂ قمر (۵۴:۲۳) میں آیا ہے۔ نیز سورۂ حجرات، سورۂ ذاریات، سورۂ نجم، سورۂ الحاقہ اور سورۂ شمس میں بھی ان کے مختصر حوالے آئے ہیں۔

وَ لُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ اَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمۡ بِهَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ شَهۡوَةً مِّنۡ دُوۡنِ النِّسَآءِ‌ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ﴿۸۱﴾ وَ مَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَخۡرِجُوۡهُمۡ مِّنۡ قَرۡيَتِكُمۡ‌ ۚ اِنَّهُمۡ

اور ہم نے لوط کو بھیجا(۱)، جب اُس نے اپنی قوم سے کہا: " کیا تم اُس بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جو تم سے پہلے دُنیا جہان کے کسی شخص نے نہیں کی؟ (۸۰) تم جنسی ہوس پوری کرنے کے لئے عورتوں کے بجائے مردوں کے پاس جاتے ہو۔ (اور یہ کوئی اتفاقی واقعہ نہیں،) بلکہ تم ایسے لوگ ہو کہ (شرافت کی) تمام حدیں پھلانگ چکے ہو" (۸۱) اُن کی قوم کا جواب یہ کہنے کے سوا کچھ اور نہیں تھا کہ: "نکالو اِن کو اپنی بستی سے! یہ لوگ ہیں جو بڑے پاکباز بنتے ہیں!" (۸۲) پھر ہوا یہ کہ ہم نے اُن کو (یعنی لوط علیہ السلام کو) اور ان کے گھر والوں کو (بستی سے نکال کر) بچالیا،

(۱) حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے، جو اپنے مقدس چچا کی طرح عراق میں پیدا ہوئے تھے، اور جب انہوں نے وہاں سے ہجرت کی تو حضرت لوط علیہ السلام بھی ان کے ساتھ وطن سے نکل آئے۔ بعد میں حضرت ابراہم علیہ السلام فلسطین کے علاقے میں آباد ہوئے، اور حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اُردُن کے شہر سدوم (Sodom) میں پیغمبر بنا کر بھیجا۔ سدوم ایک مرکزی شہر تھا، اور اس کے مضافات میں عمورہ وغیرہ کئی بستیاں آباد تھیں۔ کفر و شرک کے علاوہ ان بستیوں کی شرمناک بدعملی یہ تھی کہ وہ ہم جنسی (Homosexuality) کی لعنت میں گرفتار تھے جس کا ارتکاب قرآنِ کریم کی تصریح کے مطابق ان سے پہلے دُنیا کے کسی فرد نے نہیں کیا تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں اللہ تعالیٰ کے اَحکام پہنچائے، اور عذاب سے ڈرایا، لیکن جب یہ لوگ اپنی خباثت سے باز نہ آئے تو ان پر پتھروں کی بارش برسائی گئی، اور ان تمام بستیوں کو اُلٹ دیا گیا۔ آج بحرِمیت (Dead Sea) کے نام سے جو سمندر ہے، کہتے ہیں کہ یہ بستیاں یا تو اُس میں ڈوب گئی ہیں، یا اُس کے آس پاس تھیں جن کا نشان واضح نہیں رہا۔ حضرت لوط علیہ السلام کا اس قوم کے ساتھ نسبی تعلق نہیں تھا، پھر بھی اس آیت میں اسے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کہا گیا ہے، کیونکہ یہ وہ اُمت تھی جس کی طرف اُن کو بھیجا گیا تھا۔ ان کے واقعے کی سب سے زیادہ فصیل سورۂ ہود (۱۱:۶۹ تا ۸۳) میں آئی ہے۔ اس کے علاوہ سورۂ حجر (۱۵:۵۲ تا ۸۴) سورۂ شعراء (۲۶:۱۶۰ تا ۱۷۴) سورۂ عنکبوت

اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ﴿۸۲﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ﴿۸۳﴾ وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ﴿۸۴﴾

البتہ اُن کی بیوی تھی جو باقی لوگوں میں شامل رہی (جو عذاب کا نشانہ بنے) (۸۳) اور ہم نے اُن پر (پتھروں کی) ایک ارش برسائی۔ اب دیکھو! ان مجرموں کا انجام کیسا (ہولناک) ہوا؟ (۸۴)

(۲۶:۲۹ تا ۳۵) میں بھی ان کے واقعے کی کچھ تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔ نیز سورۂ ذاریات (۵۱:۲۴ تا ۳۷) اور سورۂ تحریم (۶۶:۱۰) میں بھی ان کے مختصر حوالے آئے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، دامت برکاتہم
نائب رئیس ـــــــــ جامعہ دار العلوم کراچی

یادیں

(سینتیسویں قسط)

۱۹۷۵ء کا سفر عمرہ وافریقہ

اگلے سال حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً شعبان ۱۳۹۵ھ میں مجھے بلاکر فرمایا کہ افریقی ممالک میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کی وجہ سے مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے یہ تجویز ہوئی ہے کہ قادیانی مسئلہ کی وضاحت کے لئے افریقی ممالک کا ایک سفر کیا جائے، تاکہ وہاں کے مسلمانوں کو ان کی حقیقت معلوم ہوسکے۔ اس سفر میں کسی ایسے شخص کی ضرورت ہے جو اس موضوع کی واقفیت کے ساتھ انگریزی میں تقریر وتحریر کرسکتا ہو۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ چلو۔ پہلے رمضان کے دوران عمرہ کریں گے، اور عید کے بعد ان شاء اللہ افریقہ روانہ ہوجائیں گے۔ رمضان المبارک میں عمرہ، حضرتؒ کی رفاقت اور اس مبارک مقصد کے لئے! میرے لئے اس سے بڑی سعادت کیا ہوسکتی تھی! صرف اشکال یہ ہوسکتا تھا کہ حضرت والد صاحبؒ دل کا دورہ پڑنے کے بعد سے بستر علالت پر تھے، اور میرے لئے اُن سے طویل جدائی بہت شاق تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی یہ انتظام فرمادیا کہ خود حضرت والد صاحبؒ کے پاس رابطہ العالم الاسلامی کی طرف سے "مؤتمر رسالۃ المسجد" کے عنوان پر رمضان میں ایک کانفرنس کا دعوت نامہ آیا۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ عام حالات میں کسی سفر کے متحمل نہیں تھے، اور اس حالت میں ان کا سفر کرنا بہت مشکل تھا، لیکن انہیں رمضان المبارک کے اس عمرے کے موقع کو چھوڑنا بھی گوارا نہیں تھا۔ ان کی علالت کی وجہ سے ان کے ساتھ ایک رفیقِ سفر کو بھی لانے کی دعوت دی گئی۔ حضرت والد صاحبؒ یوں تو اپنی علالت کی وجہ سے تمام سفر موقوف فرماچکے تھے، لیکن رمضان المبارک میں عمرے کے خیال سے آپ نے بھی جانے کا ارادہ فرمالیا، اور رفیقِ سفر کے طور پر برادر محترم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب کو ساتھ رکھنے کا ارادہ

کرلیا۔ اس طرح مجھے یہ اطمینان ہوگیا کہ کم از کم عمرے کی حد تک، یعنی عید تک، حضرت والد صاحبؒ کی رفاقت ان شاء اللہ تعالیٰ حاصل رہے گی۔ اُدھر ہمارے بڑے بھائی جناب محمد ولی رازی صاحب، حکیم مشرف حسین صاحبؒ اور میرے بچپن کے دوست جناب محمد کلیم صاحب بھی سفر میں ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوگئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت والد صاحبؒ کے ساتھ ہم پانچ افراد کا قافلہ تیار ہوگیا، حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات طے ہوگئی کہ رمضان کے دوران میں حضرت والد صاحبؒ کے ساتھ رہوں گا، اور ان کی واپسی کے بعد اُن کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ اس طرح رمضان ۱۳۹۵ھ کی ۱۳ ار تاریخ کو ہم سعودی ائیر لائن سے روانہ ہوئے۔ جہاز شام کے تقریباً پانچ بجے روانہ ہوا، اور نہ جانے اُس وقت ائیر لائنز کا نظام کیا تھا کہ جہاز کے اڑتے ہی جہاز کے میز بانوں نے کھانا پیش کردیا۔ ہمارا چونکہ روزہ تھا، اس لئے اُن سے معذرت کی، اور خیال یہ تھا کہ افطار کے وقت وہ کھانا دوبارہ پیش کریں گے، لیکن جب افطار کا وقت ہوا، تو جہاز دبئی اتر گیا، اور جہاز والوں نے چند کھجوریں دینے پر اکتفا کیا۔ دبئی کے ائیر پورٹ پر قیام مختصر تھا، وہاں سے روانہ ہوئے، تو جہاز والوں سے کھانے کے لئے عرض کیا، تو جواب یہ ملا کہ شام آپ کھانے سے انکار کر چکے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جہاز ریاض اترا، وہاں ائیر پورٹ میں داخل ہوئے، تو وہاں کچھ ایسی بدنظمی تھی کہ ہمیں کسی کرسی پر بیٹھنا بھی نصیب نہ ہوسکا، ایک کمرے والے دوسرے کمرے کی طرف اور دوسرے کمرے والے پہلے کی طرف جانے کا اشارہ کرتے رہے، ہم نے بمشکل حضرت والد صاحبؒ کو کہیں بٹھایا، اور خود ان کمروں کے درمیان چکر کاٹتے رہے، یہاں تک کہ جہاز دوبارہ روانہ ہونے کا وقت آگیا۔ دوبارہ جہاز میں بیٹھنے کے بعد بھی میز بانوں کی بے رخی برقرار رہی، یہاں تک کہ ہم جدہ اتر گئے۔ وہاں رابطۃ العالم الاسلامی کے نمائندوں نے استقبال کرکے ہمیں وی آئی پی روم میں بٹھادیا جو اُس وقت خالی پڑا تھا، سامان کے انتظار میں کافی وقت لگا، اور آخر میں پتہ چلا کہ حکیم مشرف صاحبؒ کا ایک سوٹ کیس نہیں آیا۔ شکایت درج کراکر جب مکہ مکرمہ پہنچے تو وہاں حرم شریف کے شمال مشرق میں باب العمرہ کے سامنے فندق مکہ میں قیام ہوا جو اُس وقت مکہ مکرمہ کا بہترین ہوٹل تھا، لیکن جب تک ہم اپنے کمروں تک پہنچے، اُس وقت دیکھا، تو سحری کا وقت ختم ہونے میں شاید دس پندرہ منٹ باقی تھے۔ جلدی سے بھاگ دوڑ کرکے ہوٹل کے مطعم میں پہنچے، تو وہاں کھانا ختم ہو رہا تھا، بھوک اپنے شباب پر تھی، جلدی جلدی ڈبل روٹی، مکھن اور کسی بچی کھچی چیز سے سحری کی جو اُس وقت بہت غنیمت معلوم ہوئی، یہاں تک کہ وقت ختم ہوگیا، اذان کی دلکش آواز سنکر فوراً حرم کا رُخ کیا۔

ہوٹل اور حرم کے درمیان صرف ایک چھوٹی سی سڑک کا فاصلہ تھا، اس لئے اذان کے دوران ہی حرم پہنچ گئے۔ حضرت والد صاحبؒ کے بارے میں فکر یہ تھی کہ اتنے پُر مشقت سفر کے بعد ان کی کیا حالت ہوگی؟ اس لئے اُن سے گزارش کی تھی کہ وہ نماز کمرے ہی میں پڑھ کر آرام فرمالیں۔ ہم نے حرم شریف میں نماز ادا کی، تو دل کا تقاضا یہ ہوا کہ عمرہ فوراً کرلیا جائے، چنانچہ نماز کے بعد ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عمرہ کیا۔ گرمی اپنے شباب پر تھی، اور سعی کے دوران ایسا معلوم ہورہا تھا کہ حلق بالکل خشک ہے۔ لیکن رمضان کے عمرے کا لطف ہی کچھ اور تھا۔

عمرہ کرکے واپس آئے تو حضرت والد صاحبؒ عمرے کے لئے تیار تھے۔ میں، حکیم مشرف حسین صاحب مرحوم اور کلیم صاحب انہیں عمرہ کرانے کے لئے لے گئے۔ بیماری کی حالت میں توقع یہ تھی کہ وہ پیدل طواف نہیں کرسکیں گے، چنانچہ ہم نے اصرار کیا کہ وہ سواری پر طواف کریں، لیکن وہ نہ مانے، اور پیدل طواف شروع کردیا، اور پیدل ہی مکمل کیا، البتہ سعی کے لئے کرسی استعمال فرمائی۔ واپس آئے تو جمعہ کا وقت قریب تھا۔ جمعہ حرم میں ادا کرکے کچھ آرام کیا۔ حرم میں افطار کرنے کا پہلا موقع تھا۔ حرم کی ترکی عمارت کے سامنے صحن میں کنکریوں کا فرش ہوتا تھا۔ وہیں ہم سب بیٹھ گئے۔ کولروں کا رواج نہیں ہوا تھا، مٹی کی چھوٹی چھوٹی صراحیوں میں زمزم بھر کر لائے، ان صراحیوں کی خاصیت یہ ہوتی تھی کہ موسم جتنا گرم اور خشک ہو، اور جتنی لُو چلتی ہو، صراحیوں میں پانی اتنا ہی ٹھنڈا ہوتا تھا۔ شدید گرمی کے عالم میں جب اذان ہوئی، اور توپ کی آواز آئی، تو ایسا لگا جیسے صراحیوں کے اس ٹھنڈے پانی نے جسم وجان میں نئی زندگی پھونک دی ہو۔

"مؤتمر رسالۃ المسجد" غزہ سے آگے ایک پرانے شاہی محل میں منعقد ہورہی تھی جس کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ بانیٔ سعودی حکومت شاہ عبدالعزیز بن سعود رحمۃ اللہ علیہ کا محل تھا۔ دنیائے اسلام کے مختلف خطوں سے بڑے بڑے علماء اور خطباء اُس میں فصاحت وبلاغت کے جوہر دکھارہے تھے۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے، حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے بھی ایک مقالہ پیش ہونا تھا، لیکن وہ علالت کی وجہ سے اس مشقت کے متحمل نہیں تھے، انہوں نے مجھے حکم دیا کہ کچھ لکھ کر پیش کروں، چنانچہ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ یہ مقالہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عربی مقالات کے مجموعے میں شائع ہوچکا ہے۔

کانفرنس ختم ہونے کے بعد بھی چند روز مکہ مکرمہ میں قیام کی سعادت حاصل ہوئی، اور حضرت والد

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت میں یہ قیام بہت یادگار رہا۔ ان کی طبیعت میں نشیب وفراز آتے رہے، لیکن ان کے طواف کے شوق میں کمی نہیں آئی، اور روزانہ وہ کسی نہ کسی وقت ہم میں سے کسی کے ساتھ حرم شریف جا کر طواف فرماتے رہے۔

اُس کے بعد مدینہ منورہ حاضری ہوئی۔ وہاں اُس وقت سب سے اچھا ہوٹل حرم کے شمال مشرق میں فندق التیسیر ہوا کرتا تھا۔ (غالبًا اب وہ حرم کے اندر شامل ہوگیا ہے) وہاں قیام رہا۔ رمضان کے عشرۂ اخیرہ کے ایام وہاں نصیب ہوئے۔ ۲۸ر رمضان کو وہاں سے جدہ واپس آئے۔ اور جدہ کے مطار قدیم کے قریب ایک ہوٹل "فندق الریاض" میں قیام ہوا۔ اگلا دن گذار کر رات گیارہ بجے یہاں سے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کراچی کے لئے سیٹ بک تھی۔ حضرت مفتی محمد رفیع صاحب اور بڑے بھائی مولانا محمد ولی رازی صاحب کو ان کے ساتھ واپس جانا تھا۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش تھی کہ اس دوران ایک عمرہ اور کرلیں، لیکن مسلسل سفر کی وجہ سے بہت تھک چکے تھے، اس لئے ہم نے درخواست کی کہ اب یہاں آرام فرمائیں۔ مجھے چونکہ ابھی حجاز میں عید کے بعد تک رکنا تھا، اس لئے میں ان کے پاس ہوٹل میں ٹھہر گیا، اور باقی سب رفقاء عمرے کے لئے چلے گئے۔ رات کے وقت حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ لگ گئی تھی جس سے طبیعت میں بفضلہٖ تعالیٰ افاقہ ہوا، اگلا سارا دن میں نے انہی کے پاس گذارا۔ یہاں تک کہ شام کو رفقاء عمرہ کرکے واپس آگئے، اور رات کو روانگی کا وقت آگیا۔ میری طبیعت پر اُس وقت حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے جدائی کا بہت اثر تھا، کیونکہ عید کے چند دن بعد مجھے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ افریقہ جانا تھا، اور اندازہ نہیں تھا کہ وہاں سے کب واپس آسکوں گا۔ ان کی علالت کی حالت میں اتنی طویل جدائی کا تصور پہاڑ معلوم ہورہا تھا۔ میں انہیں پہنچانے کے لئے ہوائی اڈے تک گیا، یہاں تک کہ وہ حد آگئی جس سے آگے میں نہیں جاسکتا تھا۔ میرے چہرے پر اُداسی کے آثار تھے۔ حضرت والد صاحبؒ اپنے کسی عزیز یا دوست کو سفر کے لئے رخصت کرتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کیا کرتے تھے، اور وہ اپنی اولاد سے بہت محبت فرماتے تھے، لیکن اس کے اظہار کے لئے عادت لاڈ پیار کی نہیں تھی، مگر اُس وقت انہوں نے مجھے رخصت کرتے ہوئے دعا پڑھی، اور بیساختہ میری پیشانی پر پیار کیا جس کی حلاوت کبھی بھولتی نہیں ہے۔ پیار کرکے وہ اندر تشریف لے گئے، اور میری نگاہوں سے اوجھل ہوگئے۔ حکیم مشرف حسین صاحب مرحوم اور میرے دوست کلیم صاحب کا ارادہ یہ تھا کہ وہ میرے ساتھ ایک دن مزید گذار کر عید یہاں کریں، اور عید ہی کی

شام کو واپس جائیں۔ چنانچہ ہم تینوں حضرت والد صاحبؒ کو رخصت کر کے رات کے تقریباً ڈیڑھ بجے کے قریب مطار سے نکلے۔ ابتک ہمارا قیام ہوٹلوں میں تھا، لیکن آج کے بعد ہمیں مکہ مکرمہ پہنچ کر مدرسہ صولتیہ کے ایک حجرے میں ٹھہرنا تھا جس کی چابی کلیم صاحب کے پاس تھی۔ اُس رات چاند نہیں ہوا تھا، اس لئے اگلے دن روزہ تھا۔ ہم وہاں سے بسوں کے اُس اڈے پر پہنچے جہاں سے ویگنیں مکہ مکرمہ لیجاتی تھیں، اور ایک ویگن میں سوار ہوگئے، جب ویگن بحرہ نامی بستی کے اسٹاپ پر پہنچی جو مکہ مکرمہ کے تقریباً آدھے راستے پر ہے، تو اُس وقت اچانک کلیم صاحب کو دیکھا کہ وہ شدید گھبراہٹ اور بے چینی محسوس کررہے ہیں۔ شروع میں وہ کچھ اس لئے نہیں بتارہے تھے کہ شاید ہم انہیں الزام دیں، لیکن جب ہم نے اصرار کیا تو انہوں نے بتایا کہ جس حجرے میں جا کر ٹھہرنا ہے، اُس کی چابی وہ فندق الریاض جدہ میں چھوڑ آئے ہیں۔ ایک بجلی سی گری کہ اب مکہ مکرمہ پہنچ بھی گئے تو کمرہ میسر نہیں آسکے گا، اور رات کے وقت وہاں کے کسی منتظم کو جگانا بھی مناسب نہیں، اور یہ بھی یقین نہیں کہ ان کے پاس کوئی دوسری چابی ہوگی۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ آدھا راستہ طے کرنے کے بعد ویگن سے اتریں، اور کسی اور ویگن سے واپس پہلے اڈے، اور پھر ہوٹل جا کر وہاں سے چابی لیں، پھر اڈے پر جا کر دوسری ویگن سے مکہ مکرمہ پہنچیں۔ چنانچہ ناچار ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ کا کرم تھا کہ ہوٹل سے چابی مل گئی۔ اور ہم دوبارہ ویگن میں سوار ہو کر مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ کئی راتوں سے ہماری نیند بہت کم ہورہی تھی، ویگن چلی تو ہوا میں بھی کچھ ٹھنڈک آگئی تھی، ہوا کے جھونکوں نے تینوں کو گہری نیند سلادیا۔ اور آنکھ اُس وقت کھلی جب ویگن حرم کے باب ابراہیم کے سامنے پہنچ چکی تھی، اور حرم سے اذان کی دلکش آواز بلند ہورہی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ سحری کا وقت گذر گیا، خشک حلق میں پانی ڈالنے کی بھی گنجائش نہیں تھی۔ اور اس طرح رمضان کا آخری روزہ شروع ہوگیا۔ ابتک جن ہوٹلوں میں قیام رہا، وہ سب ائیر کنڈیشنڈ تھے۔ مگر اب مدرسہ صولتیہ کے ایک پرانے کمرے میں جس کا ایک حصہ اناج سے بھرا ہوا تھا، ہمارا قیام ہوا، اس میں پنکھا ضرور تھا، مگر دن میں گرم ہوا پھینکتا تھا۔ غرض وہ آخری روزہ وہاں رکھ کر حسب معمول حرم شریف میں پرکیف افطار کیا، اور اُس کے بعد حجرے میں آگئے۔ عشاء کے بعد کھانا حضرت مولانا محمد سلیم صاحبؒ کی شفقتوں میں کھایا۔ اور پتہ چلا کہ عید کی نماز حرم میں پڑھنی ہے، تو رات کو تین بجے سے حرم جانا ہوگا۔

مکہ مکرمہ میں عید

چنانچہ تین بجے باہر نکلے تو سڑکوں پر جوق در جوق لوگوں کے قافلے حرم کا رخ کررہے تھے، ہمیں الحمد للہ

صحن میں جگہ مل گئی، رات کا بقیہ حصہ گذرا، فجر کی نماز ہوئی، اور اُس کے بعد سے اشراق تک مکبرہ سے تکبیریں لاؤڈ اسپیکر پر کہی جاتی رہیں، حاضرین بھی تکبیر کہتے رہے۔ بلکہ ہمارے پیچھے کی صفوں میں بیٹھے ہوئے ایک عرب بزرگ نے کھڑے ہوکر اس طرح بلند آواز سے اجتماعی تکبیروں پر اعتراض کیا، اور کہا: "هذه بدعة شنيعة منكرة "یعنی یہ ایک بہت بری بدعت ہے۔ان کا مقصد یہ تھا کہ ان کے علم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابۂ کرام سے عید کے موقع پر اس طرح بلند آواز سے اجتماعی تکبیریں ثابت نہیں ہیں۔ (حالانکہ بعض روایات سے اس کا ثبوت بھی ملتا ہے) بہرکیف! عید کی نماز بڑی شان وشوکت کے ساتھ ہوئی۔ نماز کے بعد مجمع چھٹنا شروع ہوا، اور ہم مدرسہ صولتیہ واپس آ گئے۔ عصر کے بعد حکیم مشرف حسین صاحب مرحوم اور کلیم صاحب کو پاکستان واپسی کے لئے جدہ جانا تھا۔ میں انہیں پہنچانے کے لئے بس اسٹاپ تک گیا۔ وہ روانہ ہوگئے۔ میں سترہ دن ان حضرات کی بھرپور رفاقت کے بعد تنہا رہ گیا تھا، اس کا طبیعت پر اثر بھی تھا جسے حرم شریف حاضر ہوکر دور کیا۔ پھر مجھے یہ عجیب منظر نظر آیا کہ عید ہوتے ہی پورا شہر بالکل سنسان ہوگیا۔ سارے بازار، یہاں تک کہ ہوٹل اور قہوہ خانے جو رمضان میں چوبیس گھنٹے چہل پہل سے بھرپور نظر آتے رہتے تھے، مکمل طور پر بند اور خاموش تھے۔

عید کا دوسرا دن آیا، تو خیال آیا کہ آج پاکستان میں عید ہوگی۔ میں صبح کا وقت حرم شریف میں گذار کر مدرسہ صولتیہ کے حجرے میں واپس آیا، تو وہاں بھی میں اکیلا تھا۔ والدین اور بہن بھائیوں کے بغیر عید گذارنے کا یہ پہلا موقع تھا، اور حضرت والد صاحبؒ کی صحت کی وجہ سے تشویش بھی۔ ابھی تک ان کے بخیریت پہنچنے کی خبر بھی نہیں ملی تھی۔ ان باتوں کا طبیعت پر اثر تھا، اسی حالت میں جب میں حجرے میں تنہا تھا، اچانک حجرے سے باہر حضرت مولانا محمد سلیم صاحبؒ کے صاحب زادے مولانا محمد شمیم صاحبؒ کی آواز آئی: "بھائی تقی! کراچی سے فون ہے" اُس زمانے میں دو ملکوں کے درمیان فون کرنا اتنا آسان نہیں تھا، میں خوشی اور تشویش کے ملے جلے جذبات کے ساتھ ان کے دفتر میں پہنچا، اور فون اٹھایا، تو دوسری طرف بڑے بھائی حضرت مفتی محمد رفیع صاحب تھے، اور انہوں نے حضرت والد صاحبؒ سے میری بات کرائی۔ معلوم ہوا کہ الحمدللہ وہ خیریت سے پہنچ گئے ہیں، اور بخیریت ہیں، اُس گفتگو کی مسرت اور حلاوت آج تک یاد ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کے ساتھ مجھے افریقہ جانا تھا، ابھی مدینہ منورہ میں تھے، اور اطلاع یہ تھی کہ وہ شوال کی ۵ رتاریخ تک یہاں تشریف لائیں گے، اُس کے بعد سفر شروع ہوگا۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ عید کے بعد کے یہ پانچ دن مجھے یہیں گذارنے تھے۔ الحمد للہ، اُس وقت حرم شریف کا ہجوم ختم ہو چکا تھا، اس لئے اطمینان کے ساتھ طواف اور مقامات مقدسہ پر حاضری کے بہترین مواقع میسر آئے جس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کروں، کم ہے۔ البتہ حرم شریف کے باہر سناٹے کا وہی عالم پانچ دن تک رہا، اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مولانا محمد سلیم صاحب اور حضرت مولانا محمد شمیم صاحب کو جنت میں اعلیٰ درجات عطا فرمائیں، انہوں نے اپنی شفقتوں سے نہال کئے رکھا، یہاں تک کہ حضرت بنوریؒ تشریف لے آئے، ان کے ساتھ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب مدظلہم بھی تھے، اور پھر ان کی پُر لطف رفاقت میں سفر شروع ہوا۔ پہلے ایک یا دو رات جدہ میں قیام رہا، اُس کے بعد ہم نیروبی کے لئے روانہ ہوگئے جو افریقہ کے سفر کی پہلی منزل تھی۔

نیروبی کا سفر

نیروبی کا موسم نہایت خوشگوار اور ٹھنڈا تھا۔ میں اس شہر میں پہلی بار آیا تھا، اور یہاں کے سرسبز مناظر اور دلکش موسم کا بھی پہلی بار تجربہ ہوا۔ چونکہ یہ شہر خط استوا کے بالکل قریب واقع ہے، اس لئے یہاں بارہ مہینے اوقات نماز ایک جیسے رہتے ہیں، اور اگرچہ استوائی ممالک میں قدرے گرمی ہوا کرتی ہے، لیکن سطح مرتفع پر ہونے کی وجہ سے یہاں عموماً خوشگوار ٹھنڈ رہتی ہے۔ یہاں حضرت بنوریؒ کے شاگرد مولانا مطیع الرسول صاحب نے رہائش کا انتظام ایک مقامی تاجر کے ایک پُر فضا بنگلے پر کیا ہوا تھا، جن کے بارے میں اتنی بات یاد رہ گئی ہے کہ انہیں آغا صاحب کہا جاتا تھا، اور غالباً وہ اصلاً افغانستان کے باشندے تھے۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اللہ تعالیٰ نے بارہا عطا فرمائی تھی، اور مجھ پر ان کی شفقتوں کا بلا استحقاق مظاہرہ ہمیشہ ہوتا تھا، لیکن حضرتؒ سے براہ راست کچھ پڑھ کر تلمذ کا شرف حاصل کرنے کی تمنا تھی۔ میں نے اس سفر میں یہ شرف حاصل کرنے کے لئے مکہ مکرمہ سے اصول حدیث پر حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اپنے ساتھ رکھ لی تھی، تاکہ وہ حضرتؒ سے پڑھوں۔ چنانچہ حضرتؒ سے درخواست کی تو انہوں نے قبول فرمالیا، اور فجر کے بعد پڑھنے کے لئے فرمایا، اور طریقہ یہ تجویز کیا کہ تم عبارت پڑھتے جاؤ، جہاں مجھے کچھ کہنا ہوگا، کہدونگا۔ چنانچہ نیروبی کے قیام میں فجر کے بعد یہ سلسلہ شروع ہوگیا۔ جناب ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب بھی ساتھ ہوتے تھے۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ بڑے شگفتہ مزاج بزرگ تھے، اور سیاحت کا بھی ذوق رکھتے تھے، اور میرے

شوق سیاحت کا بھی انہیں اندازہ تھا، اس لئے اسی قیام کے دوران وہ مولانا مطیع الرسول کی رہنمائی میں نیروبی کے کچھ سیاحتی مقامات پر بھی لے گئے۔ کھلے جانوروں کے باغ میں بن مانس کی پہلی بار اُسی وقت "زیارت" ہوئی۔ وہیں پر افریقہ کے ایک جنگلی قبیلے کی ایک عورت نظر آئی جس کے بارے میں مقامی حضرات نے بتایا کہ یہ جنگلی قبیلہ اصل میں آدم خور قبیلہ ہوتا ہے، لیکن جب ان کے لوگ شہر میں آجاتے ہیں، تو رفتہ رفتہ وہ متمدن ہونے لگتے ہیں۔ اسی قیام میں نیروبی شہر سے باہر نکل کر ہم ٹھیک خط استوا کی لکیر تک بھی گئے جو سرسبز پہاڑوں اور وادیوں سے گذرتی تھی۔

جمعہ کا دن آیا، تو نیروبی کی مرکزی مسجد میں حضرت بنوری قدس سرہ کا بیان تھا، اور پھر انگریزی میں میری تقریر ہوئی جو غالباً حضرتؒ ہی کے بیان کا خلاصہ تھی۔ اس کے بعد افریقہ کے مختلف علاقوں میں کام کرنے کے لئے پروگرام بنایا گیا۔ اس کے لئے نیروبی ہی سے افریقہ کے مزید مقامات کا ٹکٹ بنوانا تھا، چنانچہ مولانا مطیع الرسول صاحب کی معرفت ایک ٹریول ایجنسی سے تنزانیہ سے لیکر نائیجیریا تک مختلف ملکوں کے ٹکٹ بنوانے کی کارروائی شروع ہوگئی۔

حضرت والد صاحبؒ کی علالت کی وجہ سے مجھے ہر وقت ایک فکر لگی رہتی تھی، حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اسے محسوس فرماتے رہتے تھے، میری بھوک بھی اس فکر کی وجہ سے اُڑی ہوئی تھی، لیکن نیروبی کے خوشگوار موسم اور آب وہوا کا کچھ اثر یہ ہوا کہ ایک دوپہر کے کھانے پر میں نے رغبت سے کھانا کھایا، حضرت بنوریؒ نے بعد میں مجھ سے فرمایا کہ آج مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ تم رغبت سے کھانا کھارہے ہو۔ حضرتؒ کی یہ بات سنکر مجھے اندازہ ہوا کہ وہ اپنے ایک ادنیٰ خادم سے بیٹے کی طرح محبت فرماتے اور اُس کی ان باریک باتوں کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔

ایک صبح ناشتے کے بعد اچانک پیغام ملا کہ مولانا مطیع الرسول صاحب کے دفتر میں کراچی سے میرے بڑے بھائی حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی کا فون آیا تھا کہ انہیں فون کرلیا جائے۔ میرا ماتھا ٹھنکا کہ حضرت والد صاحبؒ کے بارے میں کوئی خبر نہ ہو۔ میں گرتا پڑتا ایک ایسے دفتر پہنچا جہاں سے فون کیا جاسکتا تھا۔ الحمد للہ ٹرنک کال بک کرانے پر فون فوراً مل گیا۔ بھائی صاحب نے بتایا کہ حضرت والد صاحبؒ کو دوبارہ دل کا حملہ ہوا ہے، اور انہیں اسی ہسپتال میں داخل کردیا گیا ہے جہاں وہ پہلے زیر علاج رہے تھے۔ اب میں بڑی کشمکش میں پڑگیا۔ ایک طرف دل کا یہ شدید تقاضا کہ کسی طرح جلد از جلد حضرت والد صاحبؒ کے پاس

پہنچوں، اور دوسری طرف جس کام کے لئے یہ سفر اختیار کیا تھا، اس کی ابھی بالکل شروعات تھیں، اور میں حضرت بنوری قدس سرہ سے پورے سفر میں ساتھ رہنے کا وعدہ کر چکا تھا، اس لئے اُن سے واپسی کی بات کرتے ہوئے بھی شرم آتی تھی۔ لیکن حضرتؒ کو پوری بات بتانا بھی ضروری تھا۔ انہیں حضرت والد صاحبؒ سے بڑی محبت تھی، اس لئے انہوں نے فون کی بات سنتے ہی فرمایا کہ تم جلد از جلد کراچی چلے جاؤ، اور کچھ اس مضمون کی بات ارشاد فرمائی کہ مجھے معلوم ہے کہ حضرت مفتی صاحب کو تم سے اور تمہیں اُن سے عشق ہے، اس لئے مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ تمہارے جانے سے ان کی صحت پر اچھا اثر پڑے گا، ان کی زندگی بڑی قیمتی ہے، اس لئے تم سفر بیچ میں چھوڑنے کی فکر نہ کرو۔ حضرتؒ کی یہ بات سنکر مجھے اطمینان ہوا، لیکن پتہ نہیں تھا کہ کراچی جانے کے لئے کوئی جہاز کب مل سکے گا، کیونکہ نیروبی سے روزانہ پروازیں نہیں ہوتی تھیں۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم تھا کہ معلوم ہوا ایک جہاز آج شام ہی کو کراچی جا رہا ہے۔ الحمدللہ سیٹ بھی مل گئی۔ ایک بہت بڑا مرحلہ زرد بخار کے ٹیکے کا تھا۔ اس کے لئے بڑی لمبی کارروائی کرنی پڑتی تھی، ورنہ ایئرپورٹ پر قرنطینہ میں کئی دن گذارنے پڑتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ مولانا مطیع الرسول صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائیں، انہوں نے سارے مراحل اپنے خصوصی تعلقات استعمال کر کے شام تک طے کرا دیئے، اور میں رات کے وقت کراچی کے لئے روانہ ہوگیا۔ راستے بھر دعائیں کرتے ہوئے کراچی پہنچا، اور سیدھا ہسپتال چلا گیا۔ حضرت والد صاحبؒ دیکھ کر باغ باغ ہوگئے۔ الحمدللہ وہ دل کے حملے سے نکل کر رُو بہ صحت تھے۔ مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے دنیا میں جنت مل گئی۔ الحمدللہ اس مرتبہ نسبۃً کم دن انہیں ہسپتال میں رہنا پڑا، اور وہ جلد ہی گھر تشریف لے آئے۔ لیکن اب ان کی زندگی اپنے کمرے اور بستر تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ اسی بستر علالت پر انہوں نے دارالعلوم کے انتظام سے لیکر فتویٰ نویسی، معارف القرآن کی تالیف اور دوسری تصنیفی مصروفیات کا سلسلہ جاری رکھا۔

جاری ہے.....

☆☆☆

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق تمام انسانوں سے بہتر تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس برس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، مجھے کسی بات پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُف تک بھی نہیں فرمایا، نہ کسی کام کے کرنے پر یہ فرمایا کہ کیوں کیا اور نہ کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر یہ فرمایا کہ کیوں نہیں کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق میں تمام انسانوں سے بہتر تھے میں نے کبھی کوئی ریشمی کپڑا یا خالص ریشم یا کوئی اور نرم چیز ایسی نہیں چھوئی جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو اور میں نے کبھی کسی قسم کا مشک یا کوئی عطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھا۔ (شمائل ترمذی: باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

مولانا محمد بن آدم (لیسٹر، برطانیہ)

ہالینڈ میں چند دن حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی معیت میں

(دوسری قسط)

واگننگن (Wageningen) میں علماء اور ائمہ سے خطاب

اسی شام ہالینڈ کے ایک اور شہر واگننگن (Wageningen) میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی علماء اور ائمہ حضرات کے ساتھ ایک نشست طے تھی۔ ہم تقریباً چھ بجے ہوٹل سے واگننگن کی طرف روانہ ہوئے جو ہالینڈ کے وسط میں ایک تاریخی شہر ہے۔ بندے نے سفر کے دوران موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے حضرت سے مختلف موضوعات پر بات کی اور کئی سوالات پیش کئے۔ حضرت کی طبیعت میں بشاشت تھی، چنانچہ حضرت اپنا کچھ اردو کلام سنانے لگے اور حسب ضرورت بعض مشکل الفاظ کی تشریح بھی فرماتے۔ بعض حضرات شائد اس بات سے ناواقف ہوں کہ حضرت والا شاعری کا بھی خاص ذوق اور ملکہ رکھتے ہیں اور حضرت والا اس لائن کو مستقل اختیار کر سکتے تھے، لیکن حق تعالی نے حضرت کی صلاحیتوں کو اس سے بلند مقاصد پر لگائے رکھا، والحمد لله علی ذلک۔ حضرت نے اس وقت یہ خوشخبری بھی سنائی کہ آپ کے منظوم کلام کا مجموعہ چھپ کر منظر عام پر آنے والا ہے۔ الحمدللہ " گوشۂ تنہائی " کے نام سے یہ کتاب اب شائع ہو چکی ہے۔ کتاب کا نام حضرت کی ایک غزل سے ماخوذ ہے جس کا ایک شعر یہ ہے : کتنا آباد میرا گوشۂ تنہائی ہے۔

تقریباً سات بجے ہم واگننگن پہنچے۔ ہالینڈ کے مختلف علاقوں سے، بلکہ جرمنی اور بیلجیم سے بھی، علماء کرام، ائمہ حضرات اور طلبہ کثیر تعداد میں پہلے سے پہنچ چکے تھے اور حضرت کی آمد کے منتظر تھے، ان میں بیشتر علماء مراکش اور دیگر شمالی افریقہ اور عرب ممالک سے تعلق رکھتے تھے اور بعض برصغیر ہند و پاک سے تعلق رکھنے والے حضرات بھی تشریف لائے، بیلجیم کے مولانا عدنان صاحب اور ڈنمارک کے جناب سہیل تنویر صاحب سے یہاں مل کر خوشی ہوئی، ہر دو حضرات سے حضرت والا دامت برکاتہم اور بندے کی پہلے سے واقفیت تھی۔ حضرت

والا دامت برکاتہم جوں ہی ہال میں داخل ہوئے، علماء کرام کا یہ اجتماع حضرت سے ملنے کے لئے بڑے شوق سے آگے بڑھا، عالمِ اسلام کی اس عظیم شخصیت سے ان کی والہانہ محبت اور عقیدت کے جذبات قابل دید تھے۔

شیخ سعید المقدمی حضرت کو آگے سٹیج کی طرف لے گئے اور پروگرام کا آغاز کیا۔ حضرت دامت برکاتہم نے تقریباً آدھا گھنٹہ عربی میں خطاب فرمایا۔ ہالینڈ کے اہل علم حضرات سے مل کر اپنی خوشی کا اظہار فرمانے کے بعد مندرجہ ذیل نکتے بیان فرمائے:

۱۔۔۔ مغربی ممالک میں داعیانِ دین کی ذمہ داریاں

اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول فرمایا اور دیارِ غیر میں دعوتی و تعلیمی مشغلوں میں لگایا ہے، یہ آپ لئے بہت بڑا شرف ہے کہ ان سیکولر ممالک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نئی نسل کے لئے امام اور معلّم بنایا۔ ان ممالک میں لوگوں کو اسلام سکھانے کی اشد ضرورت ہے، آپ کی اس سلسلے میں جو محنتیں ہیں اللہ تعالیٰ انہیں قبول فرمائے۔

اس شرف کے ساتھ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے۔ فارغ ہونے والے طلبہ کے سر پر جو دستار فضیلت باندھی جاتی ہے یا ان کو جو سند دی جاتی ہے، یہ محض ایک شرف نہیں بلکہ یہ سند ایک عظیم ذمہ داری پر دلالت کرتی ہے، بالخصوص ان ممالک میں ایک بہت ہی اہم ذمہ داری نئی نسل کی اسلامی تربیت اور ان کو صحیح معنوں میں ایک باکردار مسلمان بنانا ہے، ورنہ مجھے ڈر ہے کہ وہ اپنا اسلامی تشخص کھو بیٹھیں گے۔

۲۔۔۔ اسلامی اسکول قائم کرنے کی اہمیت

ان ممالک میں اسلامی اسکول قائم کرنا بہت ضروری ہے جہاں دینی ماحول میں رہ کر بچے عصری علوم کی تعلیم حاصل کرسکیں۔ چونکہ بچے زیادہ وقت سیکولر اسکولوں کے غیر اسلامی ماحول میں گزارتے ہیں اس لئے صرف ہفتہ واتوار کے دن بچوں کو مکتب و مدرسہ میں بھیجنا کافی نہیں ہے۔ بچوں کے دین وایمان کی حفاظت کرنا ہماری سب سے بڑی فکر ہونی چاہئے۔ فقہاء کرام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ غیر مسلم ممالک میں رہائش اختیار کرنا ناجائز ہے اگر اپنے بچوں کے دین وایمان کی حفاظت کا انتظام کرنا ممکن نہ ہو۔ ایک جماعت تشکیل دی جائے جو اسلامی اسکول قائم کرنے کے سلسلہ میں فکر کرے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ دوسروں کی فکر رہتی تھی، ہمارے دلوں میں ایک شعلہ کی طرح یہ فکر ہونی چاہئے کہ ہم کس طرح موجودہ نسل کو اچھے باکردار مسلمان بنا سکتے ہیں۔

۳۔فروعی اختلافات کی بنیاد پر باہمی انتشار کو روکنا

آپس کا اتحاد بالخصوص ان ممالک میں بہت ضروری ہے۔فروعی مسائل مثلاً رویت ہلال، اوقات نماز وغیرہ میں مناظرانہ بحثوں سے بچنا ضروری ہے۔ان مسائل میں مناظروں اور جھگڑوں سے نوجوان طبقہ دین سے دور ہوجاتا ہے۔اختلاف رائے میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان بھی اختلاف رائے رہا،لیکن یہ اختلاف عمومی مسائل میں باہمی تعاون سے مانع نہیں ہونا چاہیے۔

خطاب کے بعد سوال و جواب کی نشست رہی جس میں سود، روایتی مورگیج اور اس کے اسلامی متبادلات اور حلال گوشت وغیرہ سے متعلق سوالات کیے گئے۔حضرت والا دامت برکاتہم نے سود کی حرمت اور گناہ کو پرزور طریقے سے بیان فرمایا،اور فرمایا کہ روایتی مورگیج جائز نہیں ہیں، حضرت نے ایسی ہاوس فائنانس (house finance)تنظیموں کے قیام کا مشورہ دیا جن سے شرعی اصولوں کے مطابق فائنانس مل سکے۔

بٹ کوئن (Bitcoin) کے حوالے سے فرمایا کہ کاغذی کرنسی اور بٹ کوئن کے درمیان فرق ہے۔ کاغذی کرنسی قانونی زر ہے جس کے پیچھے حکومت کی سند ہوتی ہے جبکہ بٹ کوئن میں اس قسم کی کوئی بات نہیں۔ اکثر علماء کرام اس کے عدم جواز کے قائل ہیں۔

حضرت والا دامت برکاتہم سے ایک سوال یہ کیا گیا کہ اسلامی بینک بسا اوقات روایتی مورگیج کی نسبت زیادہ رقم وصول کرتے ہیں؟ اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ ایک حقیقت ہے،لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ عام بینکوں میں انٹرسٹ ریٹ(interest rate) بدلتا رہتا ہے،اسلامی بینکوں میں چونکہ یہ صورت اختیار کرنا جائز نہیں، اس لئے ان کی ماہانہ قسطیں بیس پچیس سال کی مدت پر تقسیم ہوکر متعین ہوتی ہیں،دونوں میں اخیری قیمت تقریباً برابر ہوا کرتی ہے۔البتہ حضرت نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ بعض اسلامی بینک ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے قیمت حد سے زیادہ بڑھا دیتے ہیں۔

عرف کے متعلق ایک سوال کے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ عرف سے بعض احکام میں تبدیلی آتی ہے بشرطیکہ شریعت کے ثابت شدہ اصول واحکام کی خلاف ورزی لازم نہ آئے۔حضرت نے اپنی کتاب "اُصول الافتاء وآدابہ "میں اس مسئلہ کی تفصیلی بحث کی طرف مراجعت کی تلقین فرمائی۔

جانوروں کو بجلی کے کرنٹ دینے(animal stunning) کے بارے میں فرمایا کہ بہتر ہے کہ مقامی علماء اس مسئلہ پر خود تحقیق کرکے کسی فیصلے پر پہنچیں، بجائے اس کے کہ حضرت والا اس میں کوئی فتوی دیں۔

پروگرام کے اخیر میں شیخ سعید المقدمی نے حضرت والا دامت برکاتہم کے سامنے جناب استاذ فاتح صاحب کا تعارف کرایا، جنہوں نے حضرت کی کتاب تقلید کی شرعی حیثیت کا ڈچ (Dutch) زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ کتاب شائع ہوچکی ہے۔

ایک یادگار ذاتی تجربہ

مجلس کے اختتام پر تمام حاضرین کے لئے عشائیہ کا انتظام تھا۔ سب نے عشاء کی نماز ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی ادا کرلی تھی، اس لئے ہمارے ذمہ عشاء کی نماز باقی تھی۔ حاضرین میں سے کچھ لوگ حضرت والا دامت برکاتہم سے ملاقات کررہے تھے کہ حضرت نے بندے کو اپنے ساتھ نماز عشاء اداء کرنے کے لئے طلب فرمایا، میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب حضرت نے بندے کو امامت کا حکم فرمایا۔ میرے لئے یہ بہت آزمائش کا مرحلہ تھا لیکن "الأمر فوق الأدب" کے تقاضے پر عمل کرتے ہوئے اور حضرت والا کے حکم کی تعمیل میں بندہ ہچکچاتے ہوئے آگے بڑھا اور نماز میں امامت کی۔ بندے کے لئے یقیناً یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو ہمیشہ یاد رہے گا۔

اس واقعہ کے کچھ ہفتے بعد بندے نے جب اس کا تذکرہ ہمارے محبوب دوست اور حضرت والا دامت برکاتہم کے معاون خصوصی، جناب مولانا شاکر جکھورا صاحب حفظہ اللہ تعالی سے کیا تو مولانا نے پوچھا کہ اُس وقت ذہن میں کیا خیالات گزر رہے تھے؟ مزید یہ بتایا کہ یہ ذمہ داری ان پر بھی آئی تھی جب حضرت والا دامت برکاتہم کو گھٹنوں میں تکلیف تھی اور کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے، مولانا نے کہا کہ یہ کوئی آسان کام نہیں تھا ! بندے نے جواباً عرض کیا کہ دل ودماغ میں اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں میری ناقص نماز کی وجہ سے حضرت کی نماز متاثر نہ ہو۔ اللہ تعالی میری ناقص نمازوں سے درگزر فرمائے، آمین۔

عشائیہ

عشائیہ کے دوران علماء کا حضرت والا دامت برکاتہم سے سوال وجواب پر مشتمل محفل جاری رہی، ان میں خاص طور پر شیخ جلال الجہانی حفظہ اللہ تعالی قابل ذکر ہیں جو حضرت کے دائیں جانب بیٹھے تھے اور مختلف مفید موضوعات پر گفتگو کرتے رہے۔ شیخ جلال کا تعلق لیبیا سے ہیں اور فی الحال اسلامک یونورسٹی آف راٹرڈیم میں پروفیسر ہیں۔ موصوف عقائد، فقہ مالکی اور دیگر فنون میں اختصاص رکھتے ہیں، حضرت دامت برکاتہم بھی شیخ جلال کے علم اور وسعت مطالعہ سے متاثر تھے۔ شیخ جلال نے بتایا کہ انہوں نے حضرت کی عربی تصنیف "فقه البيوع" کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا ہے اور اسے بہت مفید پایا ہے، نیز کتاب میں تحریر کردہ مالکی مذہب کے

اقوال سے متعلق کچھ ملاحظات بھی مرتب کیے ہیں جو وہ ارسال کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اخیر میں شیخ جلال اور دیگر علماء نے حضرت دامت برکاتہم سے درخواست کی کہ حضرت کی کچھ تالیفات، جو ان کے پاس تھیں، اس پر دستخط اور دعائیہ کلمات تحریر فرمادیں۔

راٹرڈیم (Rotterdam)

علماء واہل علم حضرات سے رخصت ہوکر ہم واگننگن سے راٹرڈیم کی طرف روانہ ہوئے جو ہالینڈ کا دوسرا بڑا شہر اور یورپ کی کلیدی بندرگاہ ہے۔ راٹرڈیم میں دو راتوں کا قیام طے تھا۔ پونے گھنٹے کے اس رات دیر گئے سفر میں شیخ سعید المقدمی حضرت دامت برکاتہم سے مختلف سوالات کرتے رہے۔ منجملہ سوالات میں سے ایک اہم سوال جانوروں کو اسٹنگ (stunning) یعنی بجلی کا کرنٹ لگانے کے شرعی حکم سے متعلق تھا، اور اس حوالے سے ہالینڈ میں موجودہ صورتحال کی تفصیلات بیان کیں۔ شیخ سعید نے بتایا کہ قانونی طور پر اسٹنگ ضروری نہیں ہے لیکن بعض مسلمان خود اس کے حق میں ہیں اور جواز کے فتوے کے قائل ہیں۔ نیز یہ بتایا کہ میکانکل ذبح (mechanical slaughter) کو ہالینڈ کے اکثر علماء ناجائز ہی قرار دیتے ہیں۔ حضرت دامت برکاتہم نے فرمایا کہ اسٹنگ سے ذبیحہ حرام تو نہیں ہوتا، بشرطیکہ ذبح کے وقت جانور زندہ ہو، البتہ کرنٹ لگانا فی نفسہ اقل درجہ میں کراہت سے خالی نہیں اس لئے کہ اس میں جانور کو بلاضرورت اذیت پہچانا ہے۔ حضرت نے بتایا کہ گائے کے دماغ میں جو ایک قسم کی گولی ماری جاتی ہے captive bolt اور جس کی تکلیف سے جانور دوچار ہوجاتا ہے میں نے اس کا خود مشاہدہ کیا ہے۔ جانور کو ذبح کرنے کے بعد کرنٹ کے حوالے سے فرمایا کہ اگرچہ یہ ذبح سے پہلے کرنٹ دینے سے اخف ہے، تاہم اس سے بھی بچنا چاہئے۔ حضرت نے پاکستان کی مثال پیش کی جہاں بہت بڑے پیمانے پر بغیر کسی اسٹنگ کے جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔ پونے گھنٹے کا یہ سفر ان قیمتی مسائل پر گفتگو میں گزرا، الحمدللہ۔ بالآخر راٹرڈیم ہوٹل پہنچ کر رات کے آرام کے لئے ہم اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

جاری ہے........



خوشخبری چند نئی مطبوعات

اعلیٰ کتابت،
معیاری طباعت
اور خوبصورت ٹائٹل

مکتبۃ الاسلام کراچی کی درج ذیل نئی اور اہم مطبوعات منظر عام پر آچکی ہیں، ہر شخص کو ان کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔

اصلاحی حکایات	تسلی کی باتیں
معراج کا سچا واقعہ	پانچ حدیثیں
چند ہدایات اور نصیحتیں	وصیت کی اہمیت اور اس کے لکھنے کا طریقہ
کرسی پر نماز کے مسائل	حج کے ضروری مسائل
عقیقہ کے فضائل ومسائل	نکاح کے آداب
حفاظت کی دعائیں	مجرب عمل
عمرہ کا آسان طریقہ	زکوٰۃ کے فضائل ومسائل
موت کی بدعات اور رسمیں	وعدہ خلافی کا گناہ
خواتین کا پردہ	ترکی کا سفر

سن عیسوی کی حقیقت

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم

معراج کا سچا واقعہ

سفرِ معراج کا تیسرا مرحلہ
بیت المقدس تشریف آوری

(دوسری قسط)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت

بہرحال سفر کرتے ہوئے اس شان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت القدس پہنچے اور بُراق سے اترے اور آپ کے بُراق کو اس دروازے کے گول کڑے سے باندھ دیا جو اَب تک بابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مشہور تھا۔

حوروں سے ملاقات

اس کے بعد آپ فناءِ مسجد میں پہنچے تو جبرئیل امین نے عرض کیا: آپ نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ آپ مجھے حورِ عین دکھلائیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جبرئیل امین نے کہا: آپ ان عورتوں کے پاس جائیے اور ان کو سلام کیجئے، آپ فرماتے ہیں میں نے ان کو سلام کیا، انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا، میں نے پوچھا تم کس کے لئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم نیک ہیں اور حسین وجمیل ہیں اور ایسے مردوں کی بیویاں ہیں جو پاک وصاف ہیں اور وہ (کبھی) میلے نہ ہوں گے اور نہ وہ کبھی مریں گے۔ (۱)

اس کے بعد آپ مسجد الاقصیٰ میں داخل ہوئے جس کو ہر طرف سے اللہ تعالیٰ کی برکتیں گھیرے ہوئی ہیں، آپ نے تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں نہایت خشوع وخضوع سے ادا کیں، یہاں آپ کے استقبال کے لئے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے انبیائے کرام علیہم السلام اور فرشتے موجود اور منتظر تھے، اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی نورانی مخلوق ملائکہ اور تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور خوب ذوق وشوق سے آپ پر درود بھیجا، اور اعتراف کیا بے شک آپ ہم سب سے افضل ہیں اور آپ پر

(۱)۔ نشر الطیب: ص: ۶۲۔

ایمان لانا ہم پر فرض ہے۔اور روایت سے ثابت ہے کہ یہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے دنیاوی جسم اور روح کے ساتھ تھے، پھر ایک مؤذن نے اذان دی اور پھر اقامت کہی اور تمام حاضرین صف بنا کر کھڑے ہوگئے، جبرئیل امین نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا، تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام اور ملائکہ مقتدی بنے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔

جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو جبرئیل امین نے عرض کیا: آپ کو معلوم ہے آپ نے کن لوگوں کو نماز پڑھائی ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں، جبرئیل امین نے عرض کیا: آپ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو نماز پڑھائی ہے، اس کے بعد ملائکہ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا آپ کے ساتھ یہ حضرت کون ہیں؟انہوں نے جواب دیا یہ دونوں جہان کے سردار حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پھر ملائکہ نے دریافت کیا: کیا ان کے پاس ان کو بُلانے کا پیغام بھیجا گیا تھا؟ جبرئیل امین نے فرمایا: ہاں! فرشتوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ان کو زندہ سلامت رکھے، یہ ہمارے بڑے اچھے بھائی اور اللہ تعالیٰ کے بڑے اچھے خلیفہ ہیں۔اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات فرمائی، پھر ان سب نے اپنے اپنے انداز سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی جو یہ ہے:

حضرت ابراہم علیہ السلام کی حمد

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی حمد فرمائی:

تمام تعریفیں اس ذاتِ پاک کے لئے ہیں جس نے مجھ کو اپنا خلیل (یعنی جگری دوست) بنایا اور مجھ کو ملکِ عظیم عطا فرمایا اور مجھے لوگوں کا امام اور پیشوا بنایا اور آگ کو میرے حق میں ٹھنڈا اور سلامتی والا بنایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حمد

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس طرح حمد کی:

تمام تعریفیں اس ذاتِ پاک کے واسطے ہیں جس نے مجھ سے بلا واسطہ کلام فرمایا، اور فرعون کی قوم کی ہلاکت و بربادی اور بنی اسرائیل کی نجات و آزادی میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائی، اور میری امت میں ایسی جماعت بنائی جو حق کے مطابق ہدایت کرتی ہے اور انصاف کرتی ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی حمد

حضرت داؤد علیہ السلام نے اس طرح اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی:

تمام تعریفیں اس خدائے پاک کے واسطے ہیں جس نے مجھے عظیم سلطنت عطا فرمائی، اور مجھے زبور سکھائی، اور لوہا میرے لئے نرم کیا، پہاڑوں اور پرندوں کو میرے تابع فرمایا تاکہ میرے ساتھ وہ بھی تسبیح پڑھیں، اور مجھ کو علم وحکمت اور تقریر دلپذیر عطا فرمائی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی حمد

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس طرح حمد کی:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہوا، جنات اور شیاطین کو میرے تابع کیا تاکہ میرے حکم پر چلیں، چنانچہ میں جو چیز چاہتا وہ بناتے تھے جیسے عالیشان عمارات اور تصاویر (اس وقت بنانا درست تھا) اور پرندوں کی بولی مجھے سکھائی اور اپنے فضل سے مجھے ہر قسم کی چیز دی، اور چرند وپرند، انسان وجنات کو میرے تابع فرمایا، اور ایسی سلطنت عطا کی جو میرے بعد کسی اور کے لئے مناسب نہ ہوگی، اور مجھ سے اس کے بارے میں کوئی حساب وکتاب بھی نہ ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حمد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس طرح حمد کی:

تمام تعریفیں اللہ جل شانہ کے لئے ہیں جس نے مجھ کو کلمہ بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کی طرح مجھ کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔ اور پرندوں کے بنانے، پھر اُنہیں اور مُردوں کو زندہ کرنے، کوڑھی اور مادرزاد اندھے کو اچھا کرنے کا معجزہ عطا فرمایا، اور توریت اور انجیل کا علم دیا، اور مجھ کو اور میری ماں کو شیطان کے اثر سے محفوظ رکھا، اور مجھ کو آسمان پر اٹھایا اور کافروں کی صحبت سے پاک کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ حمد وثناء

آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح اللہ جل شانہ کی حمد وثناء کی:

تمام تعریفیں اس ذات پاک کے لئے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا یعنی تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، اور تمام عالَم کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنایا، مجھ پر قرآنِ کریم اتارا جس

میں دین کے تمام احکام کو صاف صاف یا اشارہ کے طور پر بیان کیا، اور میری امت کو بہترین امت بنایا اور میری امت کو اولین و آخرین بنایا یعنی دنیا میں آنے کے اعتبار سے سب سے آخر میں (اور جنت میں جانے کے اعتبار سے یا) درجہ کے اعتبار سے اول بنایا، اور میرے سینہ کو کھولا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا، مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا یعنی میری نبوت کو ختم کرنے والا بنایا، جسمانی وجود میں سب سے آخری نبی بنایا اور روحانی وجود میں سب سے پہلے بنایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام پر فضیلت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور خطبہ سے فارغ ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انبیاء کرام علیہم السلام سے فرمایا کہ دیکھو! ان فضائل اور کمالات کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے آگے بڑھ گئے اور تم سب سے فائق ہو گئے۔ (۱)

چار پیالے پیش ہونا

جب آپ فارغ ہو کر مسجدِ اقصیٰ سے باہر تشریف لائے اور آپ کو پیاس لگی اُس وقت آپ کی خدمت میں چار پیالے پیش کئے گئے، دودھ، شہد، شراب اور پانی کے، آپ نے دودھ کا پیالہ لیا اور سیر ہو کر پیا، اور کچھ شہد بھی پیا۔ جبرئیل امین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مبارک ہو، آپ نے دینِ فطرت کو اختیار کیا ہے جو آپ کی امت کے لئے نیک فال اور ہدایت کا ذریعہ ہے، اگر آپ شراب کا پیالہ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی، اور اگر پانی کا پیالہ لیتے تو آپ کی امت پانی میں غرق ہو جاتی۔ اور بعض روایات میں ہے سدرۃ المنتہیٰ کے بعد یہ پیالے پیش کئے گئے جیسا کہ آگے آ رہا ہے، اس میں کوئی حرج کی بات نہیں، ممکن ہے یہ پیالے دو مرتبہ پیش کئے گئے ہوں، ایک مرتبہ مسجد الاقصیٰ سے فارغ ہونے کے بعد، اور دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ پہنچنے پر۔ (۲)

سفرِ معراج کا چوتھا مرحلہ

آسمانوں کی طرف روانگی

اس کے بعد حضرت میکائیل علیہ السلام سواری کی باگ پکڑے اور حضرت جبرئیل امین آپ کی رکاب

(۱)۔ نشر الطیب: ص: ۶۱۔ سیرۃ المصطفیٰ: ۱/ ۲۹۷ تا ۲۹۹۔
(۲)۔ نشر الطیب: ص: ۶۶۔ سیرۃ المصطفیٰ: ۱/ ۲۹۹۔

تھامے ہوئے تھے، اور دیگر ملائکہ بھی آپ کے ہمراہ تھے، آپ نورانی براق پر سوار آسمانوں کی طرف روانہ ہوئے، اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجدِ اقصیٰ سے باہر تشریف لانے کے بعد جنت الفردوس سے زبرجد اور زمرد کی بنی ہوئی نہایت خوبصورت ایک سیڑھی لائی گئی، اس کے ذریعہ آپ آسمانوں کی طرف روانہ ہوئے، اور آپ کے دائیں اور بائیں اوپر تلے فرشتے ہی فرشتے تھے جو گھیرے ہوئے تھے۔

پہلا آسمان اور حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات

اس طرح نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ آپ پہلے آسمان کے دروازہ بابُ الحَفَظَة پر پہنچے، اس پر ایک فرشتہ مقرر ہے جس کا نام اسماعیل ہے، اس کے ماتحت بارہ ہزر فرشتے ہیں، جبرئیل امین نے دروازہ کھلوایا، وہاں مقرر فرشتے نے پوچھا آپ کون ہیں؟ جواب دیا میں جبرئیل ہوں، پھر اُس نے پوچھا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس فرشتے نے یہ دریافت کیا کہ کیا انہیں آسمانوں پر بلانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ جبرئیل امین نے کہا ہاں! یہ سُن کر فرشتوں نے مرحبا کہا، اور عرض کیا آپ کا آنا بہت اچھا آنا ہے، آیئے اور دروازہ کھول دیا، آپ اس دروازہ سے آسمان میں داخل ہوئے اور وہاں ایک بہت بزرگ آدمی کو دیکھا، جبرئیل امین نے عرض کیا: یہ آپ کے والد حضرت آدم علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کیجئے! آپ نے ان کو سلام کیا، حضرت آدم علیہ السلام نے جواب دیا اور فرمایا: نیک بیٹے اور نیک نبی کو مرحبا ہو! اور آپ کے لئے دُعائے خیر کی، اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کچھ صورتیں حضرت آدم علیہ السلام کی دائیں جانب ہیں اور کچھ صورتیں بائیں جانب ہیں، جب وہ دائیں جانب نظر ڈالتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ہنستے ہیں، اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ حضرت جبرئیل امین نے ان صورتوں کے بارے میں بتایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں جانب والی صورتیں اُن کی نیک اولاد کی روحیں ہیں جن کے دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملے گا اور وہ جنتی ہیں، ان کو دیکھ کر وہ خوش ہوتے ہیں۔ اور بائیں جانب والی صورتیں ان کی بُری اولاد کی صورتیں ہیں، ان کے بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ آئے گا اور وہ دوزخی ہیں، ان کو دیکھ کر وہ روتے ہیں۔ اور اس آسمان پر آپ نے دریائے نیل اور دریائے فرات کو دیکھا اور نہر کوثر بھی دیکھی جس کے کنارے پر موتی اور زبرجد کے محل بنے ہوئے ہیں۔ (۱)

---

(۱)۔ نشر الطیب: ص ۶۸، ۶۹۔ سیرۃ المصطفیٰ: ۱/۳۰۱، ۳۰۲

باقی آسمانوں کی سیر اور انبیاءِ کرام علیہم السلام کی ملاقات

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے اور پہلے آسمان کی طرح جبرئیل امین نے دروازہ کھلوایا، اور وہاں کا جو مقرر اور نگران فرشتہ ہے اُس نے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ کہا: جبرئیل ہوں، پھر اس نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس نے دریافت کیا کہ کیا اُنہیں یہاں آنے کا پیغام دیا گیا ہے؟ جبرئیل امین نے کہا: ہاں! فرشتوں نے یہ سُن کر مرحبا کہا، اور کہا: آپ کا آنا بہت اچھا آنا ہے، اور دروازہ کھول دیا، اور آپ دوسرے آسمان میں داخل ہوئے۔ یہاں آپ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، جبرئیل امین نے کہا: یہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں، آپ ان کو سلام کیجئے! آپ نے سلام کیا، ان دونوں نے سلام کا جواب دیا اور مرحبا کہا یعنی یوں کہا مرحبا ہو نیک بھائی اور نیک نبی کو۔

اس کے بعد آپ تیسرے آسمان پر تشریف لے گئے اور جبرئیل امین نے اسی طرح دروازہ کھلوایا جیسے پہلے کھلوایا تھا، اور وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور اُن سے اسی طرح سلام و دعا ہوئی جس طرح حضرت آدم، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی تھی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوسف علیہ السلام کو حُسن و جمال کا ایک (بہت بڑا) حصہ دیا گیا ہے۔ پھر چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے، وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، پھر پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے، وہاں حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، پھر چھٹے آسمان پر تشریف لے گئے، وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، پھر جب میں اُن سے مل کر آگے بڑھا تو وہ رونے لگے، ان سے پوچھا گیا آپ کے رونے کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں اس لئے روتا ہوں کہ ایک نوجوان پیغمبر میرے بعد مبعوث ہوئے ہیں جن کی امت کے جنت میں داخل ہونے والوں کی تعداد میری امت کے جنت میں داخل ہونے والوں کی تعداد سے بہت زیادہ ہوگی، جس کی وجہ سے مجھ کو اپنی امت پر حسرت ہے، افسوس! انہوں نے میری تابعداری نہیں کی جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ کی امت آپ کی اطاعت کرے گی، اس لئے میری امت کے ایسے لوگ جنت سے محروم رہے، اس وجہ سے مجھے رونا آیا۔ (۱)

(۱)۔ نشر الطیب: ص: ۵۷۔ سیرۃ المصطفیٰ: ۱/ ۲۹۳

اس کے بعد پھر آپ ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے، وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جو بہت حسین ہیں، اور دیکھا کہ وہ بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں جو آسمانوں میں فرشتوں کا قبلہ ہے جو ٹھیک خانہ کعبہ کی سیدھ میں ہے، بالفرض اگر وہ نیچے گرے تو خانہ کعبہ پر گرے، روزانہ ستر ہزار فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں اور جو فرشتے ایک مرتبہ اس کا طواف کر لیتے ہیں پھر دوبارہ ان کی باری قیامت تک نہیں آتی، دوسرے دن دوسرے ستر ہزار فرشتے آتے ہیں اور طواف کرتے ہیں۔ بہرحال، جبرئیل امین نے عرض کیا حضور! یہ آپ کے باپ ہیں، ان کو سلام کیجئے، میں نے سلام کیا، انہوں نے جواب دیا اور کہا مرحبا ہو نیک بیٹے اور نیک نبی کے لئے۔ (۱)

(اس کے بعد) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور اُن کو بتانا کہ جنت کی مٹی بہت عمدہ ہے، پانی بہت میٹھا ہے لیکن وہ چٹیل میدان ہے (اس میں درخت وغیرہ نہیں ہیں) اور اس کے درخت اور پودے سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر (اس لئے جس کا دل چاہے وہ ان کو زیادہ سے زیادہ پڑھے تاکہ جنت میں اس کے لئے زیادہ سے زیادہ درخت اور پودے لگیں)(۲)۔

دوسری حدیث میں ہے کہ ان کلمات میں سے ہر کلمہ کے بدلے ایک درخت جنت میں لگایا جاتا ہے۔(طبرانی)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلام کا جواب

شب معراج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ کی امت کو سلام بھیجا ہے، اس لئے علماء کرامؒ نے فرمایا ہے جو شخص یہ حدیث پڑھے یا سنے اس کو چاہئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلام کا جواب اس طرح دے "وعلیہ السلام ورحمة اللہ وبرکاته"۔ اور جنت کی مٹی کے عمدہ ہونے اور پانی کے میٹھا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جنت کی زمین بہت عمدہ اور

---

(۱)۔ نشر الطیب: ص: ۴۷۔ سیرۃ المصطفیٰ: ۱/ ۳۰۲

(۲) ترمذی شریف ومسند بزار

زرخیز ہے، اس میں سبحان اللہ کہنے سے ایک درخت لگ جاتا ہے، اس کے بعد پانی اور زمین کے عمدہ ہونے کی وجہ سے وہ خود بخود بڑھتا رہے گا، پھر کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور جنت کے چٹیل میدان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اصل کے اعتبار سے جنت کی زمین میدان ہے جو لوگوں کو اُن کے نیک اعمال کے مطابق دی جائے گی، اور ان کے موافق جنت میں پھلدار درخت اور پھولدار پودے ان کو ملیں گے۔ (۱)

ساتویں آسمان پر نہر کوثر

ساتویں آسمان پر آپ نے ایک نہر بھی دیکھی جو زمرد اور یاقوت کے پتھروں پر بہہ رہی تھی جس کا خوشگوار پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید تھا، جس میں سونے چاندی کے کٹورے، یاقوت وزمرد کے پیالے بہہ رہے تھے۔ اس کو دیکھ کر آپ نے جبرئیل امین سے دریافت کیا کہ اس نہر کا کیا نام ہے؟ جبرئیل امین نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہر کوثر ہے جو آپ کو عطا ہوئی ہے اور قیامت کے دن کی ناقابلِ برداشت سخت گرمی کے وقت آپ کی پیاسی امت کو سیراب کرے گی۔ اس کے بعد آپ نے جنت اور دوزخ کی سیر کی اور ایسے ایسے عجائبات دیکھے جو کسی اور کو دیکھنے نصیب نہیں ہوئے۔ (۲)

جاری ہے......

☆☆☆

---

(۱)۔ماخذہ: فضائل ذکر، ص:۱۹۴۔

(۲)۔معراج ماہنامہ مدینۃ العلم ص:۴۲۔

ترتیب: مولانا شمس الحق جعفر صاحب
استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

تحدیثِ نعمت

امتحاناتِ وفاق میں جامعہ دارالعلوم کراچی کے شاندار نتائج

کرونا مرض کے پھیلاؤ کی روک تھام کے لئے تقریبا پوری دنیا مستقل لاک ڈاؤن کی حالت میں تھی وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ذمہ داران اور اکابر نے ماہر ڈاکٹروں کی آراء کی روشنی میں دینی مدارس کے امتحاناتِ سالانہ کے حوالہ سے طویل مشاورت فرمائی، اور مکمل ایس۔او۔پیز کی رعایت کے ساتھ سالانہ امتحانات منعقد کرانے کا فیصلہ کیا۔ البتہ اس وبائی صورتحال اور تعلیمی سلسلہ میں ایک طویل وقفہ آنے کے بعد امتحانات کے انعقاد کی وجہ سے مناسب حال چند رعایتیں بھی دی گئیں ان رعایتوں کی وجہ سے طلبہ کو سہولت بھی میسر آئی اور امتحانی مقابلہ بھی خوب رہا۔

ان امتحانات کے دوران ایس او پیز کی مکمل رعایت کی گئی اور ماسک، سینی ٹائزر وغیرہ کا بھرپور اہتمام کیا گیا۔ نیز اعلان اور ترغیب کے مطابق اکثر طلبہ نے اپنے مقامی علاقوں کے قریب ترین امتحانی سینٹروں میں امتحان دیا۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت درجہ کتب بنین و بنات کے سالانہ امتحانات ۱۹/ذیقعدہ تا ۲۴/ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۱ جولائی تا ۱۶/جولائی ۲۰۲۰ء بروز ہفتہ تا جمعرات منعقد ہوئے۔

اور الحمد للہ تعالیٰ ایک ماہ سے کم مدت میں سالانہ امتحانات ۱۴۴۱ھ/۲۰۲۰ء کے نتائج کا اعلان ۱۹/ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۰/ اگست ۲۰۲۰ء بروز اتوار کر دیا گیا۔

حسبِ سابق اس مختصر مدت میں جوابی کاپیوں کے جانچنے کے معیار کو باقی رکھتے ہوئے مکمل جانفشانی اور سبک رفتاری کے ساتھ نتائج کا اعلان کرنے پر صدرِ وفاق المدارس حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم العالیہ، ناظم اعلیٰ وفاق حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم، ناظم دفتر وفاق جناب مولانا عبد المجید صاحب زید مجدہٗ، ارکان امتحانی کمیٹی اور دیگر تمام کارکنان و ممتحنین لائق صد

مبارک باد و تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام افراد کی مساعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول سے نواز کر جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین۔

جامعہ دار العلوم کراچی کا اعزاز

الحمد للہ تعالیٰ وفاق المدارس العربیہ سے ملحق اکیس ہزار پانچ سو پینسٹھ (۲۱۵۶۵) مدارس و جامعات میں سے اللہ رب العزت نے حسب سابق جامعہ دار العلوم کراچی کو امتیازی شان سے نوازتے ہوئے مجموعی طور پر سب سے زیادہ پوزیشنوں سے سرفراز فرمایا۔ جامعہ دار العلوم کراچی نے الحمد للہ چار ملکی اور گیارہ صوبائی پوزیشنیں حاصل کی ہیں، اس طرح کل پندرہ پوزیشنیں حاصل کر کے جامعہ دار العلوم کراچی کو اس بار بھی پورے ملک میں ایک امتیاز حاصل ہوا ہے۔ نیز الحمد للہ اس سال ہر درجہ کے طلبہ نے ملکی یا صوبائی پوزیشن حاصل کی ہے۔ یہ یقیناً اللہ رب العزت کا خصوصی فضل و کرم ہے اور رئیس الجامعہ دار العلوم کراچی مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم، نائب رئیس الجامعہ دار العلوم کراچی شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم اور دیگر اساتذۂ کرام کے اخلاص، خصوصی توجہات، دعاؤں اور ان کی شبانہ روز محنتوں اور طلبہ کی مخلصانہ کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر و احسان ہے کہ اُس نے جامعہ دار العلوم کراچی کو نیک نامی سے سرفراز فرمایا۔ فللّٰہ الحمد کلہ و لہ الشکر کلہ. اللہ تعالیٰ جامعہ کے اکابر کا سایہ مکمل صحت و عافیت کے ساتھ ہمیشہ سلامت رکھیں اور ان کے فیض کو چہار دانگ عالم میں عام فرمائیں۔ آمین۔

جامعہ دار العلوم کراچی کے نتیجے کی چند خاص باتیں اور اس کے نمایاں پہلو

عالمیہ سالِ دوم (دورۂ حدیث): اس درجہ کے ایک طالب علم نے صوبائی سطح پر دوسری پوزیشن حاصل کرنے کے ساتھ پورے پاکستان کی سطح پر بھی دوسری پوزیشن حاصل کی ہے، جبکہ ایک اور طالب علم نے صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

دورہ حدیث کے وفاقی نتیجہ میں شروع کی ۳۲ پوزیشنیں حاصل کرنے والے ۶۵ طلبہ میں سے ۳۱ کا تعلق جامعہ دار العلوم کراچی سے ہے۔ نیز اس درجہ میں ۹۲ فیصد سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات سے

کامیابی حاصل کی ہے۔

دورۂ حدیث میں ملکی وصوبائی سطح پر پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیب طلبہ یہ ہیں:

نمبر شمار	نام مع ولدیت وسکونت	درجہ	حاصل کردہ نمبر	ملکی پوزیشن	صوبائی پوزیشن
۱	انعام الحق بن شبیر احمد کراچوی	عالمیہ سال دوم (دورۂ حدیث)	۵۷۸	دوم	دوم
۲	عثمان غنی بن جہانزیب چارسدوی	عالمیہ سال دوم (دورۂ حدیث)	۵۷۳	-	سوم

عالمیہ سالِ اول (سابعہ): اس درجہ میں بھی ایک طالب علم نے صوبائی سطح پر دوسری پوزیشن حاصل کرنے کے ساتھ پورے پاکستان کی سطح پر بھی دوسری پوزیشن حاصل کی ہے، جبکہ ایک اور طالب علم نے صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

درجہ سابعہ کے وفاقی نتیجہ میں ابتدائی ۳۳ پوزیشنیں حاصل کرنے والے ۶۴ طلبہ میں سے ۱۸ کا تعلق جامعہ دارالعلوم کراچی سے ہے۔ نیز اس درجہ میں ۹۵ فیصد سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہے۔

درجہ سابعہ میں ملکی وصوبائی سطح پر پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیب طلبہ یہ ہیں:

نمبر شمار	نام مع ولدیت وسکونت	درجہ	حاصل کردہ نمبر	ملکی پوزیشن	صوبائی پوزیشن
۱	محمد حماد قریشی بن عطاء اللہ جان اسلام آبادی	عالمیہ سال اول (سابعہ)	۵۹۰	دوم	دوم
۲	محمد طیب خان بن اختیار حسین خان باغوی	عالمیہ سال اول (سابعہ)	۵۸۵	-	سوم

عالیہ سالِ دوم (سادسہ): اس درجہ کے ایک طالب علم نے بھی صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

درجہ سادسہ کے وفاقی نتیجہ میں ابتدائی ۳۱ پوزیشنیں حاصل کرنے والے ۶۴ طلبہ میں سے ۱۹ کا تعلق جامعہ دارالعلوم کراچی سے ہے۔ نیز اس درجہ میں ۹۱ فیصد سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہے۔

درجہ سادسہ میں صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کرنے والا خوش نصیب طالب علم یہ ہے:

نمبر شمار	نام مع ولدیت وسکونت	درجہ	حاصل کردہ نمبر	ملکی پوزیشن	صوبائی پوزیشن
۱	محمد وسیم بن محمد دین لودھراں	عالیہ سالِ دوم (سادسہ)	۵۹۲	-	سوم

عالیہ سالِ اول (خامسہ): اس درجہ سے بھی ایک طالب علم نے صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

درجہ خامسہ کے وفاقی نتیجہ میں ابتدائی ۲۷ پوزیشنیں حاصل کرنے والے ۴۸ طلبہ میں سے ۵ کا تعلق جامعہ دار العلوم کراچی سے ہے۔ نیز اس درجہ میں تقریباً ۸۲ فیصد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہے۔

درجہ خامسہ میں صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کرنے والا خوش نصیب طالب علم یہ ہے:

نمبر شمار	نام مع ولدیت وسکونت	درجہ	حاصل کردہ نمبر	ملکی پوزیشن	صوبائی پوزیشن
۱	ثناء اللہ بن فضل مولیٰ سواتی	عالیہ سالِ اول (خامسہ)	۵۹۱	-	سوم

الثانویہ الخاصہ سالِ دوم (درجہ رابعہ): اس درجہ کے بھی ایک طالب علم نے صوبائی سطح پر دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

درجہ رابعہ کے وفاقی نتیجہ میں ابتدائی ۳۰ پوزیشنیں حاصل کرنے والے ۸۷ طلبہ میں سے ۱۲ کا تعلق جامعہ دار العلوم کراچی سے ہے۔ نیز اس درجہ میں اسّی (۸۰) فیصد سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہے۔

درجہ رابعہ میں صوبائی سطح پر دوسری پوزیشن حاصل کرنے والا خوش نصیب طالب علم یہ ہے:

نمبر شمار	نام مع ولدیت وسکونت	درجہ	حاصل کردہ نمبر	ملکی پوزیشن	صوبائی پوزیشن
۱	محمد سفیان بن محمد عامر کراچوی	الثانویۃ الخاصۃ سال دوم (رابعہ)	۵۹۳	-	دوم

الثانویۃ العامۃ سال دوم (درجہ ثانیہ): اس درجہ کے ایک طالب علم نے صوبائی سطح پر دوسری پوزیشن، جبکہ ایک اور طالب علم نے تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

درجہ ثانیہ کے وفاقی نتیجہ میں ابتدائی ۲۵ پوزیشنیں حاصل کرنے والے ۹۹ طلبہ میں سے ۷ کا تعلق جامعہ دار العلوم کراچی سے ہے۔ نیز اس درجہ میں ۹۲ فیصد سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہے۔

درجہ ثانیہ میں صوبائی سطح پر پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیب طالب علم یہ ہیں:

نمبر شمار	نام مع ولدیت وسکونت	درجہ	حاصل کردہ نمبر	ملکی پوزیشن	صوبائی پوزیشن
۱	محمد حمدان بن محمد حسین کراچوی	الثانویۃ العامۃ سالِ دوم (ثانیہ)	۵۹۶	-	دوم
	محمد ولی بن پیر محمد لکی مروت	الثانویۃ العامۃ سالِ دوم (ثانیہ)	۵۹۳	-	سوم

متوسطہ سالِ سوم: اس درجہ کے ایک طالب علم نے صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

درجہ متوسطہ کے وفاقی نتیجہ میں ابتدائی ۱۹ پوزیشنیں حاصل کرنے والے ۳۵ طلبہ میں سے ۳ کا تعلق جامعہ دار العلوم کراچی سے ہے۔ نیز اس درجہ میں انسٹھ (۵۹) فیصد سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہے۔

درجہ متوسطہ میں صوبائی سطح پر پوزیشن حاصل کرنے والا خوش نصیب طالب علم یہ ہے:

نمبر شمار	نام مع ولدیت وسکونت	درجہ	حاصل کردہ نمبر	ملکی پوزیشن	صوبائی پوزیشن
۱	بلال احمد بن حنیف خان کراچوی	متوسطہ سال سوم	۶۵۰	-	سوم

دراسات دینیہ سالِ اول: اس درجہ کے دو طلبہ نے ملکی سطح پر پوزیشن حاصل کی ہے، ایک طالب علم نے ملکی سطح پر دوسری پوزیشن، جبکہ دوسرے طالب علم نے تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

واضح رہے کہ اس درجہ میں صوبائی سطح پر پوزیشن نہیں ہوتی۔

نمبر شمار	نام مع ولدیت	درجہ	حاصل کردہ نمبر	ملکی پوزیشن
۱	محمد عبداللہ بن احمد فاروق کراچوی	دراسات دینیہ سال اول	۶۸۲	دوم
۲	سید عابد علی بن سید ضمیر علی کراچوی	دراسات دینیہ سال اول	۶۷۴	سوم

﴿جامعہ دارالعلوم کراچی کے درجاتِ وفاق کا اجمالی نتیجہ اوران کا مختصر جائزہ﴾

عالمیہ سالِ دوم (درجہ دورۂ حدیث) بنین/ مساوی ایم اے:

کل شرکاء ۴۷۱

ممتاز ۲۳۴

جید جداً (اعلیٰ)..................۲۰۰

جید (وسطیٰ)....................۱۷

مقبول (ادنیٰ)....................۴

ضمنی ۲

راسب (ناکام)....................۳

غائب ۱۱

کالعدم ....×



اس درجہ کے ایک طالب علم نے ملکی اور صوبائی سطح پر دوسری پوزیشن جبکہ ایک اور طالب علم نے صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس درجہ میں ۹۲ فیصد سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہے۔

عالمیہ سالِ اول (درجہ موقوف علیہ) بنین:

کل شرکاء ۴۸۵

ممتاز ۲۳۱

جید جداً (اعلیٰ) ۲۰۷

جید (وسطیٰ) ۱۶

مقبول (ادنیٰ) ۱

ضمنی .... ×

راسب (ناکام) ۱

غائب ۲

کالعدم .... ×

اس درجہ کے ایک طالب علم نے ملکی اور صوبائی سطح پر دوسری پوزیشن جبکہ ایک اور طالب علم نے صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس درجہ میں ۹۵ فیصد سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہے۔

عالیہ سالِ دوم (درجہ سادسہ) بنین / مساوی بی اے:

کل شرکاء ۳۵۲

ممتاز ۱۴۴

جید جداً (اعلیٰ) ۱۷۸

جید (وسطیٰ) ۲۱

مقبول (ادنیٰ) ۷

ضمنی .... ×

راسب (ناکام) ۲

غائب .... ×

کالعدم .... ×

اس درجہ کے ایک طالب علم نے صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس درجہ میں ۹۱ فیصد سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہے۔

عالیہ سالِ اول (درجہ خامسہ) بنین:

کل شرکاء ۲۴۴

ممتاز ۱۵۹

جید جداً (اعلیٰ) ۸۰

جید (وسطیٰ)........................ ۲
مقبول (ادنیٰ)........................ ۲
ضمنی........................ ×
راسب (ناکام)........................ ×
غائب........................ ۱
کالعدم........................ ×

اس درجہ کے ایک طالب علم نے صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس درجہ میں تقریباً ۸۲ فیصد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہے۔

ثانویہ خاصہ سالِ دوم (درجہ رابعہ) بنین/ مساوی ایف اے:

کل شرکاء........................ ۱۵۶

ممتاز........................ ۵۰
جید جداً (اعلیٰ)........................ ۶۹
جید (وسطیٰ)........................ ۲۱
مقبول (ادنیٰ)........................ ۹
ضمنی........................ ×
راسب (ناکام)........................ ۴
غائب........................ ۳
کالعدم........................ ×

اس درجہ کے ایک طالب علم نے صوبائی سطح پر دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس درجہ میں اسی (۸۰) فیصد سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہے۔

ثانویہ عامہ سالِ دوم (درجہ ثانیہ) بنین/ مساوی میٹرک:

کل شرکاء........................ ۱۷۲

ممتاز........................ ۷۴
جید جداً (اعلیٰ)........................ ۶۵
جید (وسطیٰ)........................ ۱۷

مقبول (ادنیٰ) ۸

ضمنی .... ×

راسب (ناکام) ۶

غائب ۲

کالعدم .... ×

اس درجہ کے ایک طالب علم نے صوبائی سطح پر دوسری پوزیشن اور ایک طالب علم نے تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس درجہ میں ۹۲ فیصد سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہے۔

متوسطہ سال سوم مساوی مڈل:

کل شرکاء ۵۹

ممتاز ۱۵

جید جداً (اعلیٰ) ۲۰

جید (وسطیٰ) ۵

مقبول (ادنیٰ) .... ×

ضمنی ۱۰

راسب (ناکام) ۴

غائب ۵

کالعدم .... ×

اس درجہ کے ایک طالب علم نے صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس درجہ میں انسٹھ (۵۹) فیصد سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہے۔

درسِ نظامی بنین کا وفاقی نتیجہ ایک نظر میں:

کل شرکاء ۱۹۳۳

ممتاز ۸۶۱

جید جداً (اعلیٰ) ۸۶۸

جید (وسطیٰ) ۱۱۵

مقبول (ادنیٰ) ۳۱

ضمنی ۱۵

راسب (ناکام)	۱۸
غائب	۲۵
کالعدم	×

اس طرح جامعہ دارالعلوم کراچی میں درسِ نظامی کے وفاقی امتحانات میں ۱۹۳۳ شرکاء میں سے الحمد للہ تعالیٰ ۸۹ فیصد سے زائد طلبہ نے ممتاز یا اعلیٰ نمبرات میں کامیابی حاصل کی ہے اور ناکام ہونے والے طلبہ کا تناسب ایک فیصد بھی نہیں۔ و الحمد للہ علی ذٰلک.

تجوید للعلماء:

کل شرکاء	۱۱
ممتاز	۸
جید جداً (اعلیٰ)	۱
جید (وسطیٰ)	×
مقبول (ادنیٰ)	×
ضمنی	×
راسب (ناکام)	۱
غائب	۱
کالعدم	×

اس درجہ میں امتحان دینے والے گیارہ (۱۱) میں سے نو (۹) یعنی تقریباً بیاسی فیصد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات حاصل کیے ہیں۔

دراساتِ دینیہ سالِ اول و سالِ دوم (بنین) کا نتیجہ ایک نظر میں:

مجموعی شرکاء	۲۰
ممتاز	۲
جید جداً (اعلیٰ)	۱۱
جید (وسطیٰ)	۲
مقبول (ادنیٰ)	۱
ضمنی	×
راسب (ناکام)	۱
غائب	۱
کالعدم	×

اس درجہ کے ۶۵ فیصد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات حاصل کئے ہیں۔

مدرسۃ البنات جامعہ دارالعلوم کراچی کے امتحانِ وفاق ۱۴۴۱ھ کے بہترین نتائج

الحمدللہ تعالیٰ جامعہ دارالعلوم کراچی کے شعبہ مدرسۃ البنات کے نتائج بھی مجموعی طور پر بہترین رہے۔
عالمیہ سالِ اول میں ایک طالبہ ف بنت محمد فاروق بٹ نے صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

مدرسۃ البنات جامعہ دارالعلوم کراچی کے درجات کا اجمالی نتیجہ اور اس کا مختصر جائزہ

عالمیہ سالِ دوم (دورہ حدیث) بنات/مساوی ایم اے:

کل شریک طالبات	۵۷
ممتاز	۲۹
جید جداً (اعلیٰ)	۲۵
جید (وسطیٰ)	×
مقبول (ادنیٰ)	۱

اس درجہ کی نصف سے زائد طالبات نے ممتاز نمبرات حاصل کیے ہیں، جبکہ مجموعی طور پر ۹۴ فیصد سے زائد طالبات نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس درجہ میں کوئی طالبہ جید، ضمنی یا راسب نہیں ہے۔

ضمنی .... ×
راسب (ناکام) .... ×
غائب ۲
کالعدم .... ×

عالیہ سالِ اول بنات:

کل کل شریک طالبات.......................... ۴۷

ممتاز ۲۸
جید جداً (اعلیٰ) ۱۷
جید (وسطیٰ) ۲
مقبول (ادنیٰ) .... ×
ضمنی .... ×
راسب (ناکام) .... ×
غائب .... ×
کالعدم .... ×

اس درجہ میں ایک طالبہ ف بنت محمد فاروق بٹ نے صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ نیز اس درجہ میں تقریباً ۹۶ فیصد طالبات نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات حاصل کیے ہیں، ان میں سے بھی تقریباً ۶۰ فیصد طالبات نے ممتاز نمبرات میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس درجہ میں کوئی طالبہ مقبول، ضمنی، یا راسب نہیں ہے۔

عالیہ سالِ دوم بنات:

کل شریک طالبات.......................... ۳۷

ممتاز ۱۷
جید جداً (اعلیٰ) ۱۸
جید (وسطیٰ) .... ×
مقبول (ادنیٰ) .... ×
ضمنی .... ×

اس درجہ میں ۹۴ فیصد سے زائد طالبات نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات میں کامیابی حاصل کی ہے، نیز اس درجہ میں کوئی طالبہ جید، مقبول، ضمنی یا راسب نہیں ہے۔

راسب (ناکام) ۱

غائب ۲

کالعدم .... ×

عالیہ سالِ اول بنات:

کل شریک طالبات ۴۶

ممتاز ۱۳

جید جداً (اعلیٰ) ۲۷

جید (وسطیٰ) ۲

مقبول (ادنیٰ) ۱

ضمنی .... ×

راسب (ناکام) ۱

غائب ۲

کالعدم .... ×

> اس درجہ کی تقریباً ۸۷ فیصد طالبات نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات میں کامیابی حاصل کی ہے۔

خاصہ سال دوم بنات:

کل شریک طالبات ۶۹

ممتاز ۳۰

جید جداً (اعلیٰ) ۳۲

جید (وسطیٰ) ۳

مقبول (ادنیٰ) .... ×

> اس درجہ میں تقریباً ۹۰ فیصد طالبات نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس درجہ میں کوئی طالبہ مقبول، ضمنی یا راسب نہیں ہے۔

ضمنی	×
راسب (ناکام)	×
غائب	۴
کالعدم	×

خاصہ سال اول بنات:

کل شریک طالبات ۷۳

ممتاز	۳۱
جید جداً (اعلیٰ)	۱۸
جید (وسطیٰ)	۹
مقبول (ادنیٰ)	۱
ضمنی	×
راسب (ناکام)	۷
غائب	۷
کالعدم	×

اس درجہ میں ۴۲ فیصد سے زائد طالبات نے ممتاز نمبرات حاصل کیے ہیں۔ جبکہ مجموعی طور پر ۶۷ فیصد سے زائد طالبات نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات میں کامیابی حاصل کی ہے۔

درسِ نظامی شعبۂ بنات کا مجموعی نتیجہ ایک نظر میں:

کل شریک طالبات ۳۲۹

ممتاز	۱۴۸
جید جداً (اعلیٰ)	۱۳۷
جید (وسطیٰ)	۱۶
مقبول (ادنیٰ)	۳

جامعہ دارالعلوم کراچی شعبہ مدرسۃ البنات کے مجموعی نتیجہ میں ۸۶ فیصد سے زائد طالبات نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات میں کامیابی حاصل کی ہے، ان میں سے مجموعی طور پر تقریباً ۴۵ فیصد طالبات ممتاز رہی ہیں۔

ضمنی .... ×

راسب (ناکام) ۸

غائب ۱۷

کالعدم .... ×

دراسات دینیہ سال اول بنات:

کل شریک طالبات.................... ۶۵

ممتاز ۲۱

جید جداً (اعلیٰ) ۲۸

جید (وسطیٰ) ۳

مقبول (ادنیٰ) .... ×

ضمنی .... ×

راسب (ناکام) ۱

غائب ۱۲

کالعدم .... ×

اس درجہ میں تقریباً ایک تہائی طالبات نے امتیازی نمبرات حاصل کیے ہیں، جبکہ مجموعی طور پر ۷۵ فیصد سے زائد طالبات نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات حاصل کیے ہیں۔ واضح رہے کہ بعض طالبات بظاہر بوجہ علالت شریک امتحان نہ ہوسکیں ورنہ غائب طالبات کے علاوہ امتیازی یا اعلیٰ نمبرات حاصل کرنے والی طالبات کا تناسب ۹۲ فیصد سے زائد ہے۔

دراسات دینیہ سال دوم بنات:

کل شریک طالبات.................... ۶۲

ممتاز ۲۸

جید جداً (اعلیٰ) ۲۳

جید (وسطیٰ) ۵

اس درجہ میں ۴۵ فیصد سے زائد طالبات نے امتیازی نمبرات حاصل کیے ہیں، جبکہ مجموعی طور پر ۸۲ فیصد سے زائد طالبات نے امتیازی یا اعلیٰ نمبرات حاصل کیے ہیں۔

مقبول (ادنیٰ)	۲
ضمنی	×
راسب (ناکام)	۱
غائب	۳
کالعدم	×

دارالقرآن شعبہ جامعہ دارالعلوم کراچی کے درجۂ حفظ کا بہترین نتیجہ

جامعہ دارالعلوم کراچی کے شعبہ حفظ کے مرکز اور شاخوں نیز ملحقہ مکاتب قرآنیہ بنین و بنات کے ۲۵۵ طلبہ وطالبات نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت حفظِ قرآن کریم (مکمل) کا سالانہ امتحان دیا۔

نتائج کے اعداد وشمار درج ذیل ہیں:

کل شریک طلبہ وطالبات ۶۷

ممتاز	۱۷
جید جداً (اعلیٰ)	۳۹
جید (وسطیٰ)	۷
مقبول (ادنیٰ)	۱
ضمنی	×
راسب (ناکام)	×
غائب	۳
کالعدم	×

الحمد للہ اس امتحان میں ۸۰ فیصد سے زائد طلبہ و طالبات نے ممتاز نمبرات حاصل کیے، جبکہ غائب طلبہ کو چھوڑ کر اس امتحان میں مجموعی طور پر کامیابی کا تناسب ۹۹ فیصد سے زائد رہا ہے۔ فللّٰہ الحمد کله و له الشکر کله.

الحمد للہ جامعہ دارالعلوم کراچی کے یہ نتائج جامعہ کے تمام اساتذہ کرام ومعلمات، جملہ طلبہ وطالبات اور جامعہ کے تمام مخلصین، معاونین ومحبین کے لیے حوصلہ افزا، تسلی بخش اور انتہائی مسرت کا باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بہترین تعلیمی نتائج کو طلبہ وطالبات کے لیے مزید ظاہری وباطنی ترقیات کا ذریعہ بنائیں اور ان سب کو دین کی مقبول اور مخلصانہ خدمات کی خوب توفیق عطا فرمائیں، اور ادارے اور اس کے تمام متعلقین کے لیے صدقہ جاریہ بنا کر سب کو اپنی رضائے کاملہ سے سرفراز فرمائیں۔ آمین۔

☆☆☆

نگاہِ نبوت میں ایک غریب کا مقام

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک اعرابی گذرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حاضرین سے) پوچھا تم لوگوں کی اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا اگر کہیں نکاح کا پیغام بھیجے تو فوراً نکاح کر دیا جائے، اگر کسی کی سفارش کرے تو منظور کر لی جائے، اگر کوئی بات کہے تو پوری توجہ سے سنی جائے، پھر ایک دوسرا غریب مسلمان گذرا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ کسی کے ہاں پیغام نکاح بھیجے تو نکاح نہ کیا جائے، اگر سفارش کرے تو منظور نہ کی جائے، اگر کوئی بات کہے تو توجہ نہ کی جائے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرمایہ داروں اور امیروں سے زمین بھر جائے تو یہ فقیر اُن سب سے بہتر ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر آدمی کی ایک وہ حیثیت ہے جو لوگوں پر ظاہر ہے اور ایک حیثیت وہ ہے جو اللہ کے ہاں مسلّم ہے، ان میں سے انسان کے لئے مفید یا مضر وہ حیثیت ہے جو اللہ کی نظر میں ہے، اگر اللہ کی نظر میں ناپسندیدہ ہے تو پھر دنیا والوں کی نظر میں اچھا ہونے کا فائدہ نہیں اور اگر اللہ کی نظر میں مقبول ہے تو پھر لوگوں کی نظر میں کمتر ہونے کا نقصان نہیں۔ (صحیح بخاری جلد ثانی)

انصار عباسی

وہ پاکستان کہاں ہے؟

مجھے مندرجہ ذیل پیغام موصول ہوا، جو ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں، سرکاری افسروں، فوجیوں بلکہ ہر شہری کو پڑھنا چاہیے، شاید کہ ہم جاگ جائیں اور اپنی آخرت بچا سکیں!

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ کے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ دل کا درد آپ سے شیئر کر رہا ہوں۔ میں ایک ریٹائرڈ چارٹرڈ سول انجینئر ہوں جس نے 35 سال مشہور زمانہ بین الاقوامی امریکی تعمیراتی کمپنی میں دنیا کے مختلف بڑے پروجیکٹس کی تکمیل میں گزارے ہیں اور پھر برطانیہ میں اپنی کنسلٹنگ کمپنی میں ایک نام کمایا، الحمدللہ۔ میں چار صالح بیٹوں کا باپ ہوں جو سب نہ صرف حافظِ قرآن ہیں بلکہ اس وقت برطانیہ میں اپنے اپنے شعبوں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ دنیاوی لحاظ سے اللہ نے جہاں یہ بڑا کرم فرمایا ہے کہ میں اپنے خاندان کے اِن تمام افراد، جو اِس وقت مقبوضہ کشمیر میں سفاک ہندو کی غلامی میں بے بسی کی زندگی گزار رہے ہیں، میں ایک آزاد ریاست پاکستان میں پیدا ہوا، جو حرمین کے بعد سب سے محترم جگہ ہے کہ اُس کی بنیادوں میں اُن لاکھوں شہداء کا خون شامل ہے جنہوں نے کلمۂ طیبہ کی بنیاد پر اس مملکت میں ہجرت کی کہ یہاں قرآن کا نظام ہوگا لیکن قیام پاکستان سے لے کر آج تک ہم اپنے اُن حکمرانوں سے یہ امید لگائے بیٹھے ہیں جو اپنے چھ فٹ جسم پر اسلام کا نام لیتے ہوئے خوفزدہ ہیں جبکہ یہ کام مغرب میں پیدا اور پرورش پانے والے بچے اپنی بساط کے مطابق کر رہے ہیں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

میرا دکھ یہ ہے کہ دنیاوی لحاظ سے انتہائی صاحب ثروت ہونے کے باوجود میں خود کو بہت تہی دست سمجھتا ہوں جب میں یہاں کے نوجوان بچوں کے جائز سوالات کا جواب دینے سے قاصر ہوتا ہوں اور وہ مجھ سے اسلامی غیرت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ قیامت کے روز ہم اُن شہداء کو کیا جواب دیں گے جنہوں نے اِس امید پر اپنے عزیزوں کی شہادتوں کو قبول کیا کہ ہم بہتر

مدینہ، ریاست میں جارہے ہیں جہاں قرآن کی حاکمیت ہوگی اور ہر کسی کو انصاف ملے گا۔ آپ نے یقیناً ایک ہندو آئی ایس افسر کے ایل گابا (کنہیا لال گابا) کی مشہور زمانہ کتاب "پیسو وائسس" کا اردو ترجمہ "مجبور آوازیں" تو ضرور پڑھی ہوگی جس میں اپنی تحقیقاتی رپورٹ میں یہ تحریر کیا ہے کہ مشرقی پنجاب کے اَن گنت گاؤں جہاں مسلمانوں کی آبادی تھی، خالی ہوچکے تھے اور وہاں کے ہزاروں کنویں مسلمان بچیوں کی لاشوں سے اٹے پڑے تھے۔ اور آج بھی دس ہزار سے زائد لاپتا مسلمان بچیاں ہندوؤں اور سکھوں کے بچے جن رہی ہیں۔ بعد ازاں اسی آئی ایس افسر نے اسلام کا مطالعہ کرنے کے بعد اسلام قبول کرلیا اور اپنا نام بدستور "کے ایل گابا" یعنی خالد لطیف گابا رکھ لیا۔

انصار صاحب! کیا آپ نہیں سمجھتے کہ روزِ قیامت وہ اللہ کے سامنے ہمارا گریبان پکڑ کر فریاد کریں گے کہ یہ ہیں وہ ہمارے وارث جو ہماری بربادی کے ذمہ دار ہیں، تو ہم وہاں کیا جواب دیں گے؟ اس جیسے کئی سوال ہیں جو یہاں میرے بچے مجھ سے پوچھتے ہیں کہ وہ پاکستان کہاں ہے جس کو آپ حرم کے بعد مقدس و محترم سمجھتے ہیں؟ ہم یہاں مغرب میں اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی پر مرمٹنے کو تیار ہوجاتے ہیں اور اِسی سلسلے میں ہمارے درجنوں اعلیٰ تعلیم یافتہ بچے گرفتار ہوکر جیلوں میں چلے جاتے ہیں اور پھر ساری عمر کے لئے یہاں کسی ادارے میں کام کرنے کے لئے نااہل قرار دے دیئے جاتے ہیں۔ ہماری ہر حکومت اوورسیز پاکستانیوں کو اپنا بہت بڑا سرمایہ سمجھتی ہے لیکن ہم جیسے دل جلے یہ بھی پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ ہم نے ملک کے وزیر اعظم کی یقین دہانی پر "فارن اکاؤنٹس" کھولے تھے کہ ہم پاکستان کو آئی ایم ایف، ورلڈ بینک اور دیگر یہودی اداروں کی غلامی سے نکالنا چاہتے ہیں لیکن خود اُن سربراہوں نے ایٹمی دھماکوں کے فوری بعد اپنے ڈھائی سو ملین ڈالر سے زائد کی رقوم کو تو ملک سے باہر بھیج کر محفوظ کرلیا لیکن ہمارے اکاؤنٹس پر ڈاکہ ڈالتے ہوئے اُنہیں منجمد کردیا اور بعد ازاں پاکستانی کرنسی میں اُن کی ادائیگی کرکے ہمیں خطیر نقصان پہنچایا لیکن اس ظلم وستم کے بعد ہم وہ خطاوار ہیں کہ ایک مرتبہ پھر پاکستان کے بینکوں میں "فارن اکاؤنٹس" کھول رکھے ہیں اور مجھ جیسے سینکڑوں افراد ایسے ہیں جنہوں نے آج تک کبھی حوالے یا ہنڈی کے ذریعے اپنی رقوم کی ترسیل نہیں کی لیکن اب اربوں ڈالرز کی "ٹی ٹی" پاپڑ والوں اور اومنی

گروپس کی سامنے آرہی ہیں۔ ملک میں چینی اور آٹا مافیاز سرگرم ہیں۔ اوورسیز پاکستانیوں کی دن رات کی محنت شاقہ سے بنائی ہوئی جائیدادوں پر قبضہ ہورہا ہے اور ہماری عدالتیں بھی انصاف فراہم کرنے سے قاصر دکھائی دے رہی ہیں بلکہ عدالتی نظام ہی اس قدر گنجلک ہے کہ جائیدادوں کی مالیت سے زائد وہاں کے وکلاء فیسوں کی مد میں لے لیتے ہیں۔

مجھے آج اپنے کئی درجن کالمز اور آرٹیکلز پر شرمندگی ہورہی ہے جو میں نے مشرف کے زمانے میں وکلاء تحریک کے لئے لکھے۔ آپ نے اپنے ایک کالم میں ایک خاتون جج کی لرزہ خیز کہانی لکھ کر پاکستان میں رائج نظام کے چہرہ پر جو طمانچہ رسید کیا ہے، کیا اُس میں رتی بھر بھی تبدیلی آئی ہے؟ کسی بھی ملک میں وکلاء انتہائی تعلیم یافتہ اور مہذب طبقہ سمجھا جاتا ہے لیکن ہمیں یہ سزا کیوں مل رہی ہے؟ اِس کی صرف ایک وجہ ہے کہ ہم نے اپنے رب سے "اوفو بالعھد" سے نہ صرف بغاوت کی ہے بلکہ اُس پر کبھی ندامت بھی محسوس نہیں کرتے۔ یہ سب اللہ کے غضب کو بھڑکانے والے کام ہرروز کررہے ہیں اور میرے رب کی یہ سنت ہے کہ وہ ایسی گمراہ قوموں کو اُن کے تمام وسائل کے ساتھ باعثِ عبرت بنادیتا ہے اور میں اُس دن سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

میری آپ سے گذارش ہے کہ آپ ایک اہم موقر ادارے میں ایسے قلمکار ہیں جن کی تحریروں کو ہم اپنے دل کے بہت قریب سمجھتے ہیں۔ خدارا اِن غافل حکمرانوں تک ہمارے یہ جذبات ضرور پہنچائیں کہ آج ہم سب کچھ ہیں لیکن پاکستان میں قرآن کو نافذ نہ کرکے اللہ کی نظر میں سب سے بڑے مجرم ہیں۔ ہم مغرب کے گستاخوں کے خلاف مرمٹنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں لیکن اپنے ملک میں اللہ کے باغیوں کو لگام ڈالنے کی بجائے تقسیم در تقسیم ہیں، کیا ہم کسی درجے میں اللہ کے گستاخ نہیں؟ وما علینا الا البلاغ. اللہ آپ کو سلامت رکھے اور آپ کے لئے بے شمار دعائیں۔

خیر اندیش

سمیع اللہ ملک لندن"۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی ۲۶ر نومبر ۲۰۲۰ء جمعرات)

☆☆☆

ایک شخص کی نادانی پر شفقت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک اعرابی مسجد میں پیشاب کرنے لگا تو لوگ اس کی طرف دوڑے تاکہ اس کو ماریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی کا بہادو اس لئے کہ تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔ (صحیح البخاری۔ الجلد الثانی)

تشریح:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق کی کیسی عجیب مثال قائم کی ہے کہ ایک مسلمان کی تعظیم کو مسجد کی تعظیم پر مقدم رکھا، اتنی بڑی غلطی کرنے والے کو نہ تو کوئی سزا دی اور نہ ہی اسے یہ کہا کہ اب اس نجاست کی صفائی تم ہی کرو، دوسروں کی اصلاح کے یہی وہ سنہری اصول ہیں جن کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کی تربیت کی اور وہ اصول سو فیصد مؤثر ثابت ہوئے۔

ڈاکٹر محمد حسان اشرف عثمانی

آپ کا سوال

> قارئین صرف ایسے سوالات ارسال فرمائیں جو عام دلچسپی رکھتے ہوں اور جن کا ہماری زندگی سے تعلق ہو، مشہور اور اختلافی مسائل سے گریز فرمائیں.............................. (ادارہ)

سوال: سگریٹ اور شیشہ پینا کیسا ہے؟

جواب: سگریٹ پینا فی نفسہ مباح ہے، لیکن اس کی عادت بنانا مضرِ صحت ہے، اس لئے اس کی عادت بنانے سے پرہیز کرنا چاہئے، نیز اگر دوسروں کو دھویں اور بدبو کی وجہ سے تکلیف پہنچ رہی ہو تو اس وقت استعمال ناجائز ہے۔

شیشہ پینے کی عادت بنانا مضرِ صحت ہونے کی وجہ سے درست نہیں، لہٰذا اس سے بھی پرہیز کرنا چاہئے، نیز ہماری معلومات کے مطابق حکومت کی طرف سے شیشے پر چونکہ پابندی لگائی گئی ہے، اور اگر حکومت کوئی ایسے مباح اور جائز کام پر پابندی لگائے جس کے ساتھ مملکت یا عوام کی مصلحت وابستہ ہو تو عوام کے لئے شرعاً اس کی پابندی واجب ہوتی ہے، لہٰذا ایسے قانون کی خلاف ورزی کرنا جائز نہیں، اور اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔(الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین ۶:۴۵۹)

سوال: کیا کسی غیر مسلم کو ان کے کرسمس یا دیوالی وغیرہ پر میری کرسمس یا مبارک باد دینا صحیح ہے؟ اگر کمپنی کے موبائل، کمپیوٹر یا دوسرے الیکٹرانک اشیاء میں حدیث، تفسیر یا اور دینی چیزیں ہوں تو اس کا شریعت کی روشنی میں کیا حکم ہے؟

جواب: کرسمس ہو یا دیوالی، یا غیر مسلموں کی کوئی بھی مذہبی عید یا تہوار ہو، مسلمانوں کے لئے اس میں حاضر ہونا، ان کے جلسوں، محفلوں میں شرکت کرنا یا ان کی عبادت گاہوں میں جانا اور ان کے ساتھ شرکت کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، اسی طرح اس موقع پر ان کو اس تہوار کی تعظیم کی خاطر مبارکباد دینا یا ان کو ہدایا دینا جائز نہیں، بلکہ اگر اس سے ان کی دین کی تعظیم مقصود ہو تو اس میں کفر کا قوی اندیشہ ہے بلکہ بعض مشائخ نے ایسے شخص کو کافر فرمایا ہے، لہٰذا مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ کرسمس وغیرہ میں نصاریٰ کے ساتھ یکجہتی یا محبت کی غرض سے شرکت سے مکمل اجتناب کریں، ورنہ سخت گناہ ہوگا اور اس میں کفر کا بھی قوی اندیشہ ہے، تاہم اگر ان جلسوں اور محفلوں میں شریک نہ ہو اور نہ ہی ان کی عبادت گاہوں میں حاضری ہو اور نہ دل میں ان کے مذہب

کی تعظیم مقصود ہو اور مبارکباد نہ دینے سے اسلام یا مسلمانوں سے تنفر کا اندیشہ ہو تو صرف مبارکباد کے طور پر خوشی کے ایسے کلمات کہہ دیئے جائیں، جو اس دن کی تعظیم پر مشتمل نہ ہوں تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔(ماخذہ التبویب ۴۷/۱۴۲۲ و ۱۵۲۰/۸۷ بتصرف)

کسی شخص کا اپنے موبائل، کمپیوٹر یا دوسری الیکٹرونک اشیاء میں قرآن، حدیث تفسیر یا کوئی اور دینی چیز رکھنا فی نفسہ جائز ہے، البتہ فی نفسہ ناجائز یا حرام مواد اپنے موبائل یا کمپیوٹر میں رکھنا جائز نہیں۔(الفتاوی الھندیۃ:۶:۴۴۶)

سوال: مارکیٹ میں اس وقت کچھ ایسی جرابیں موجود ہیں جن کے تلوے چمڑے کے ہیں اور اوپر والی سطح موٹی اون کی بنی ہوئی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس طرح کی جراب پر مسح کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: موزوں پر مسح کے جائز ہونے کے لئے موزے کا یا تو مجلد ہونا ضروری ہے، یعنی اس کے پورے قدم پر بالاستیعاب چمڑا لگا ہوا ہو، اگر مجلد نہ ہو یعنی پورے قدم پر چمڑا لگا ہوا نہ ہو، بلکہ یا تو صرف تلے پر ہو یا بالکل نہ ہو تو ایسی صورت میں مسح کے جواز کے لئے موزوں کا ثخین ہونا شرط ہے اور ثخانت کے لئے فقہاء کرام نے تین شرائط تحریر فرمائی ہیں جن کا پایا جانا ضروری ہے، کسی ایک شرط کے فوت ہو جانے سے مسح جائز نہیں ہوگا، وہ شرائط درج ذیل ہیں:

۱۔۔۔موزے کا کپڑا اس قدر دبیز اور مضبوط ہو کہ کم از کم اس میں تین میل جوتے کے بغیر سفر کریں تو پھٹے نہیں۔

۲۔۔۔موزہ کسی چیز سے باندھے بغیر اپنی موٹائی کی وجہ سے خود پنڈلی پر قائم رہ سکے، اور یہ قائم رہنا کپڑے کی تنگی اور چستی کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اس کی ضخامت اور موٹائی کی وجہ سے ہو۔

۳۔۔۔ان میں پانی نہ چھنے اور جلدی سے جذب نہ ہو۔

جس موزے میں یہ شرائط نہ پائی جائیں وہ ثخین نہیں، بلکہ رقیق ہے اور رقیق موزے پر مسح کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس پر بالکل چمڑہ نہ لگا ہوا ہو تو اس پر بالاتفاق مسح جائز نہیں اور اگر وہ مکمل مجلد ہو تو اس پر بالاتفاق مسح جائز ہے اور اگر وہ منعل ہو یعنی ٹخنے سے نیچے تک چمڑا ہو تو اگر وہ سوتی ہے تو اس پر بالاتفاق مسح جائز نہیں اور اگر وہ اونی ہے تو علامہ شامیؒ اور شارح منیہؒ نے اس پر مسح جائز قرار دیا ہے، لیکن اس کو بھی خلاف تقویٰ کہا ہے، اور جمہور فقہاء کے نزدیک اس پر مسح جائز نہیں ہے۔

استفتاء سے منسلک جراب ثخین نہیں ہے بلکہ رقیق منعل (سوتی) ہے، کیونکہ اس میں ثخین کی مذکورہ بالا شرائط میں سے آخری دو شرائط نہیں پائی جارہی ہیں، اس لئے کہ یہ موزے اگرچہ پنڈلی کے ساتھ باندھے بغیر قائم رہ سکتے

ہیں مگر یہ قائم رہنا ان موزوں کی ضخامت کی وجہ سے نہیں بلکہ لاسٹک کی وجہ سے ہوتا ہے، نیز سوتی ہونے کی وجہ سے ان میں پانی بھی آسانی سے جذب ہوجاتا ہے، اور رقیق منعل موزے اگر سوتی ہوں تو ان پر بالاتفاق مسح جائز نہیں۔ (مکمل وضاحت کے لئے دیکھئے امداد المفتین مؤلفہ: حضرت مفتی محمد شفیع صاحب ۲: ۲۴۸۔۲۵۲)

سوال: بندہ جزیرہ بربدوس کا رہنے والا ہے، اس ملک کی اکثریت نصاریٰ ہے، یہاں کے مسلمان ان کے ساتھ رہنے سہنے کی وجہ سے ان کے بعض اعمال، انعال وحرکات میں یا تو تشبہ اختیار کرتے ہیں یا مشابہت ہوجاتی ہے۔ ان میں بعض چیزوں کی وضاحت مطلوب ہے:

ا۔ ۲۵؍دسمبر نصاری کا خاص جشن ہے، جس میں وہ میلاد عیسیٰ علیہ السلام مناتے ہیں، اس دن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ لوگ گرجا گھر سے واپس آکر کھانا کھاتے ہیں، اور اس وقت اہتمام سے ٹرکی پکا کر سب مل کر کھاتے ہیں۔

(۱) سوال یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس دن ٹرکی پکا کر کھائے تو کیا حکم ہوگا؟ اگر یہ دعوی ہو کہ تشبہ کی نیت سے نہیں صرف ٹرکی کھانے کی رغبت میں کھا رہا ہوں تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(۲) اگر ۲۵؍دسمبر کو نہیں بلکہ کسی دوسرے دن جو اس تاریخ سے قریب ہے ٹرکی کھایا جائے تو کیا حکم ہے؟ یہ بات واضح رہے کہ گو بازاروں میں پورا سال غیر مسلمان کا ذبح شدہ دستیاب ہوتا ہے لیکن جاندار ٹرکی کو مسلمان ذبح کرسکے انہی ایام میں دستیاب ہوتے ہیں جو لوگ پال کر اس موقع پر بیچتے ہیں۔

(۳) بہ صورت جواز، اگر اس دوسرے دن مسلمان اس کھانے کو پکانے میں، ساتھ کھانے میں وغیرہ خاص اہتمام کریں جو دوسرے دنوں میں نہیں ہوتا ہے تو کیا حکم ہے؟

(۴) اسی دن (کرسمس ۲۵؍دسمبر) نصاری گھر سے بہت کم نکلتے ہیں اور پورا دن سب ورنہ اکثر تفریحی جگہیں خالی ہوتی ہیں جس کی وجہ سے کسی تفریحی جگہ پر ہجوم نہیں ہوتا، اس کو غنیمت سمجھ کر بہت سے مسلمان خاندان تفریح کے لئے نکلتے ہیں۔ اگر کوئی اور منکر نہ ہو مثل بے پردگی، اختلاط وغیرہ، تو کیا حکم ہے؟ یہ سلسلہ ہر سال ہوتا ہے اور بعض خاندانوں کے بچے اس کے عادی ہیں کہ اس دن تفریح ہوگی۔

(۵) اس دن اور اس سے قبل ایام میں ہدیہ دینے لینے کا رواج ہے۔ جن لوگوں کے غیر مسلموں کے ساتھ جائز تعلقات ہیں وہ بعض مسلمانوں کو ہدیہ دیتے ہیں، نیز بعض کمپنیاں بطور عموم ان سے تجارت کرنے والے کو کچھ قلم، گلاس وغیرہ دیتے ہیں۔ اس موقعہ پر یہ ہدیہ لینا کیسا ہے؟

(۶) بعض کام کرنے والے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہم کو اس موقع پر کچھ دیا جائے تو ان کو دینا کیسا ہے؟ اگر نہ دیا جائے تو ان کو صدمہ ہوتا ہے اور پھر پورا سال ان سے کام لینا مشکل ہوتا ہے۔

(۷) انہی ایام میں نصاری کا ایک معمول ہے کہ بازاروں اور گھروں کو خوب مزین کرتے ہیں، عام

طریقہ اس کا یہ ہے کہ مختلف رنگ کی لائٹیں جلائی جاتی ہیں۔ بعض مسلمان خود یا اپنے بچوں کو تماشہ دکھانے کے لئے بازاروں میں اور انہی خاص علاقوں میں لے جاتے ہیں جہاں لائٹیں بہت خوبصورت ہوتی ہیں۔ ان کو دیکھنے کے لئے جانا کیسا ہے؟

جواب: (۱)۔۔۲۵ر دسمبر نصاریٰ کا مذہبی دن ہے، جس میں نصاریٰ اہتمام سے ٹرکی پکاتے اور کھاتے ہیں لیکن چونکہ ٹرکی کھانا اور پکانا ان کا شعار دین نہیں بلکہ وہ محض ایک عادت ہے نیز بعض نصاریٰ ٹرکی نہیں پکاتے اور نہ کھاتے ہیں، لہٰذا اگر کوئی مسلمان اس دن بغیر کسی اہتمام کے ٹرکی پکا کر کھائے کہ دوسرے دنوں میں یہ پرندہ نہیں ملتا تو اس کی گنجائش ہے۔

(۲،۳)۔۔ کسی دوسرے دن میں ٹرکی پکانا اور کھانا یعنی ۲۵ر دسمبر کے علاوہ جائز ہے، البتہ ایسا اہتمام نہ کیا جائے جس سے شبہ ہو کہ کرسمس کی تقریب منائی جارہی ہے۔ (تبیین الحقائق: ۷:۴۶۸)

(۴)۔۔ ان دنوں میں یعنی ۲۵ر دسمبر کے جشن کے متعلق تفریحی جگہوں میں جانا جائز ہے (جبکہ کوئی شرعی مانع نہ پایا جائے مثلاً اختلاط، بے پردگی وغیرہ) کیونکہ ان جگہوں میں اس تاریخ پر جانا نصاریٰ کے دین کے شعار میں نہیں شمار ہوتا بلکہ وہ اس دن گھر میں گذارتے ہیں جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے۔

(۵)۔۔ جن غیر مسلموں کے ساتھ جائز تعلقات ہوں تو ان سے اس دن میں ہدیہ لینے سے اجتناب بہتر ہے، لیکن اگر ان کے مذہبی شعار میں شرکت مقصود نہ ہو تو اس کو حرام نہیں کہا جاسکتا، بعض کمپنیاں جو اپنے گاہکوں کو کچھ قلم گلاس وغیرہ دیں وہ بھی اس حکم میں شامل ہیں۔ (البزازیہ: ۶:۳۳۳)

(۶) صورتِ مذکورہ میں اگر کام کرنے والے مسلمان ہیں ان کو غیر مسلموں کے خاص مذہبی دن کے موقع پر ہدیہ دینا درست نہیں ہے اگرچہ تشبہ کی نیت بھی نہ ہو، البتہ اگر ۲۵ تاریخ سے قبل یا بعد میں مالی معاونت کے طور پر یا سال کے اختتام کے موقع پر بطور ہدیہ کچھ دیا جائے تو گنجائش ہے۔ (ایضاً)

(۷)۔۔۔ اگر کسی ایسے مجمع میں شرکت ہو جو کرسمس کے مذہبی شعار کے طور پر یا اس کی خوشی منانے کے لئے منعقد ہوا ہو، تو یہ ناجائز ہے۔ اور اس سے بچتے ہوئے محض عام بازاروں کی روشنی دکھانے کے لئے بچوں کو لے جائیں، اور ساتھ ہی انہیں متنبہ بھی کردیں کہ کرسمس غیر مسلموں کا طریقہ ہے تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، لیکن اس پر عمل کرنے سے پہلے مقامی علماء سے مشورہ ضروری ہے، کیونکہ ہر جگہ کے مقامی علماء وہاں کے حالات سے زیادہ واقف ہوتے ہیں۔ (التاتر خانیہ: ۵:۳۵۴)

☆☆☆

مولانا محمد راحت علی ہاشمی

جامعہ دارالعلوم کراچی کے شب وروز

تعلیمی سرگرمیاں

حسب ہدایت رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم جامعہ دارالعلوم کراچی کے شعبہ حفظ وناظرہ اور شعبہ کتب (بنین وبنات) میں تعلیمی سال ۴۲۔ ۱۴۴۱ھ کے ششماہی امتحانات ۷رربیع الثانی سے شروع کئے گئے جو ۱۴رربیع الثانی ۱۴۴۲ھ تک جاری رہے، حسب معمول ان امتحانات سے قبل دوروز تیاریٔ امتحان کے لئے دیئے گئے اور امتحانات کے بعد تین یوم پرچے جانچنے کی مہلت دی گئی اور بفضلہ تعالیٰ ۱۹رربیع الثانی ۱۴۴۲ھ سے دروس کا سلسلہ دوبارہ شروع کردیا گیا۔ اللہ تعالیٰ تعلیمی سال بخیریت وعافیت پورا کرادیں اور تمام طلبہ وطالبات کو علمی رسوخ اور اتباع سنت کی عادت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین۔

طبی احتیاط کا اہتمام

موجودہ وبائی صورتحال کے پیش نظر نائب رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے تمام طلبہ کو احتیاطی تدابیر پر پابندی کی تاکید فرمائی چنانچہ درس گاہوں میں طلبہ ماسک لگا کر آتے ہیں اور حتی الامکان نشستوں میں درمیانی فاصلہ رکھتے ہیں نیز نزلہ کھانسی ہوجانے کی صورت میں طبیب کے اطمینان دلانے تک درسگاہ میں آنے کی ممانعت بھی کردی گئی ہے۔ الحمدللہ طلبہ ان احتیاطی تدابیر کا خیال رکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد از جلد اس وباء کو دور فرما کر عافیت عطا فرمادیں۔ آمین۔

دعائے مغفرت

جامعہ دارالعلوم کراچی کے استاذ مولانا محمد حنیف خالد صاحب کی ساس صاحبہ ۱۰رجمادی الاولیٰ ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۶ردسمبر ۲۰۲۰ء ہفتہ کے روز طویل علالت کے بعد رحلت فرماگئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون

تخصص فی الافتاء کے طالبعلم مولوی قاسم عبداللہ صاحب کے دادا بھی کا بھی انتقال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جامعہ دارالعلوم کراچی میں درجہ سادسہ کے ایک طالبعلم سحبان محمود نوابشاہی سڑک کے ایک حادثے میں

وفات پاگئے ،انا للہ وانا الیہ راجعون۔۱۴/جمادی الاولیٰ ۱۴۴۲ھ بدھ کے روز نماز عشاء کے بعد جامعہ میں مرحوم طالبعلم کی نماز جنازہ نائب رئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی اقتداء میں ادا کی گئی ،جس میں جامعہ کے اساتذہ وطلبہ کے علاوہ اندرون سندھ سے آئے ہوئے علماء اور اعزہ کثیر تعداد میں شریک ہوئے بعدازاں جامعہ کے جدید قبرستان میں ان کی تدفین کی گئی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی کامل مغفرت فرما کر درجات عالیہ سے سرفراز فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائیں۔آمین۔قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

نقد و تبصرہ

تبصرے کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے ارسال فرمائیے

تبصرہ نگار کا مؤلف کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

نام کتاب .... تجارتی معاملات کے شرعی احکام (کتاب المعاملات)

نام مصنف .... مولانا ڈاکٹر محمد عمران اشرف عثمانی صاحب مدظلہم

ضخامت .... ۱۲۸ صفحات۔ عمدہ طباعت۔ قیمت: درج نہیں

ناشر مکتبہ معارف القرآن کراچی

دین اسلام کے بنیادی طور پر بڑے بڑے شعبے پانچ ہیں، عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (البقرۃ: ۲۰۸) اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے تمام شعبوں میں اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرو، ان میں معاملات بھی داخل ہیں اور معاملات میں تجارت بھی داخل ہے، اس لئے تجارت کے شرعی احکام کا علم حاصل کر کے ان پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

تجارت کے بارے میں فقہ اسلامی کی عربی کتابوں میں تو پہلے سے تمام احکام بڑی تفصیل کے ساتھ موجود ہیں مگر اردو میں اس موضوع پر اس انداز سے کام کرنے کی ضرورت تھی جس سے ایسے حضرات بھی استفادہ کر سکیں جو براہ راست عربی مآخذ کا مطالعہ نہیں کر سکتے، اس کتاب میں اسی ضرورت کو پورا کیا گیا ہے اور آج کے دور میں رائج تقریباً تمام معاملات کی شرعی حیثیت پر رائج الوقت انگریزی الفاظ کی رعایت کرتے ہوئے عمدہ گفتگو کی گئی ہے۔ کتاب کے استناد کے لئے استاذ محترم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی تقریظ ہی کافی ہے جس میں حضرت والا مدظلہم نے تحریر فرمایا ہے کہ:

"میں نے یہ کتابچہ اول سے آخر تک مکمل دیکھا ہے اور جہاں ضرورت سمجھی وہاں مشورے

بھی دیئے، الحمدللہ اسے بہت نافع پایا، یہ کتاب عام تاجروں کے لئے بھی کارآمد ہے اور فقہ کے طلبہ کے لئے بھی یہ ایک بہترین یادداشت کی حیثیت رکھتی ہے کہ اسے سمجھنے اور یاد کرنے میں کوئی دشواری نہیں اور جو اصول و احکام اس میں بیان کئے گئے ہیں انہیں ذہن نشین کرنے سے ان شاء اللہ ان کے لئے فقہ کی مفصل کتابوں کو نہ صرف سمجھنا بلکہ ہضم کرنا بھی آسان ہو جائے گا، اس کے علاوہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کتاب کو ابتدائی مدارس اور اسلامی اسکولوں میں داخل نصاب کیا جائے۔"

ہماری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ تاجروں، طلبہ اور تعلیمی اداروں کے منتظمین کو حضرت والا دامت برکاتہم کی مذکورہ بالا ہدایت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ابو معاذ)

https://telegram.me/ilmokitab/

اپنی ذات کی خاطر کسی سے انتقام نہیں لیا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں کے درمیان جب بھی اختیار دیا جاتا تو ان میں جو آسان صورت ہوتی اس کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ اس سے لوگوں میں سب سے زیادہ دور رہنے والے ہوتے (یعنی سب سے زیادہ اس سے پرہیز کرتے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کی خاطر کبھی انتقام نہیں لیا مگر جو شخص حرمت الٰہیہ کی توہین کرتا (یعنی احکام الٰہی کے خلاف کرتا) تو اللہ کی خاطر اس سے انتقام لیتے۔ (صحیح البخاری۔ الجلد الثانی)

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو باتوں میں سے کسی ایک کے کرنے کا اختیار دیا جاتا اور وہ دونوں باتیں جائز ہوتیں لیکن ایک صورت آسان اور دوسری مشکل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسان صورت کو اختیار فرماتے اور ایسا کرنا اپنی سہولت کے لئے نہیں تھا بلکہ محض اس لئے تھا تاکہ میری اُمت کے لئے میری اتباع آسان ہو جائے۔